میں اسلام کا محبت واخوت اور مساوات کا پیغام لے کر مغربی افریقہ روانہ ہوا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍ جون ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گزشتہ ۴؍ اپریل کو میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسلام کا محبت اور پیار، اخوت اور مساوات کا پیغام لے کر مغربی افریقہ کے ممالک کے دورہ پر روانہ ہوا تھا اور چند ہفتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل کا منادی بن کر آپ میں پھر واپس آیا ہوں میں نے وہاں جو کچھ دیکھا، محسوس کیا اور مشاہدہ کیا الفاظ میں اس کا بیان ممکن نہیں کچھ جھلکیاں ہیں جو دکھا دی گئیں کچھ جھلکیاں ہیں جو دکھاؤں گا وہ حالات دیکھنے اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتے تھے بیان کرنا قریباً ناممکن ہے۔

میں نے ان سب اقوام کو جن میں مَیں نے دورہ کیا نیز ان کے ذریعہ افریقہ کی دوسری اقوام کو اسلام نے پیار کا جو پیغام بنی نوع انسان کو دیا ہے وہ سنایا محبت واخوت، ہمدردی وغم خواری کی ان سے باتیں کیں اور مساوات کی آواز کو ان کے درمیان بلند کیا صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے خود عمل سے انہیں بتایا کہ ہم میں اور آپ میں کسی انسان اور دوسرے انسان میں بحیثیت بشر کوئی فرق نہیں ہے ہزاروں بچوں کو پیار کیا ہزاروں بڑوں سے معانقہ کیا اور پتہ نہیں کتنوں سے مصافحے کئے، وقت پر بھی کئے اور بے وقت بھی کئے ایسے وقت میں بھی کئے جب احساس یہ تھا کہ اس وقت یہاں گرمی میں زیادہ ٹھہرنا ٹھیک نہ ہو اور مَیں بیہوش ہو جاؤں لیکن جو مَیں انہیں بتانا چاہتا

تھا قول اور فعل سے، وہ مَیں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ بتادوں ۔اَکرا (گھانا) میں پہلی بار ہماری بڑی مسجد کی بنیاد رکھی جانی تھی۔ بنیاد کے رکھے جانے کے موقع پر ہزاروں آدمیوں کے سامنے میں نے اسلام کی یہ تعلیم پیش کی ان میں اکثریت تو احمدیوں کی تھی لیکن میری آواز ریڈیو اور اخبار کے ذریعہ قریباً ہرفرد تک پہنچ جاتی تھی کیونکہ اخباروں نے بہت تعاون کیا اور ریڈیو اور ٹیلیویژن نے بھی بہت تعاون کیا۔

مسجد کے متعلق میں نے انہیں بتایا کہ اسلامی تعلیم کے مطابق اللہ کی مسجد کے دروازے جس کے ہم نگران ہیں ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں جو خدائے واحد ویگانہ کی پرستش کرنا چاہے خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو اور قرآن کریم نے ساری دنیا میں یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ مسجد علامت اور نشان ہے اس بات کا کہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے گی اور انہیں مسمار نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اور دنیا میں ایک نہایت حسین مثال قائم کی۔

ضمناً میں یہ بتادوں کہ سپین میں ہمارا ڈرائیور انگلستان کا رہنے والا تھا اور وہ کیتھولک نہیں تھا چنانچہ ایک موقع پر اس نے یہ کہا کہ ان کیتھولکس نے سپین کی سب مساجد مسمار کردیں جو دو۲ ایک نمونہ کے طور پر رکھیں وہ آثارِ قدیمہ کے طور پر ہیں مسجد کے طور پر نہیں اس نے حیران ہوکر پوچھا کہ کیا آپ کے ملک میں کیتھولک چرچ ہیں؟ جب اس کو بتایا گیا تو وہ کہنے لگا کیا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے ان کیتھولکس کو اجازت دی ہو کہ وہ آپ کے ملک میں اور دوسرے اسلامی ممالک میں چرچ بنائیں اور وہاں وہ اپنی عبادت کریں؟ ہم نے اسے سمجھایا کہ اسلام مذہبی آزادی کی تعلیم دیتا ہے اور بنی نوع انسان کے درمیان ایک نہایت حسین معاشرہ قائم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد کی حفاظت کی جائے اور مسجد کے طفیل اور مسجد کو علامت اور نشان بنا کر دوسری تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے گی۔ مسجدیں محض خود آباد ہی نہیں ہوں گی بلکہ غیروں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا موجب بھی ہوں گی۔ ان میں صرف اللہ کا ذکر ہی نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ امید رکھی جائے گی کہ جو لوگ مسلمان نہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں وہ بھی اپنی عبادت گاہوں کو آباد رکھیں۔

مساوات کا جو نمونہ ہمیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے اس کی ایک ہی مثال مَیں وہاں مختلف موقعوں پر دیتا رہا ہوں اور وہ فتح مکہ کے دن کا واقع تھا میں نے انہیں بتایا کہ تمہارے میں سے ایک حبشی غلام، مکہ کے جو پیرا ماؤنٹ چیف تھے ان کا غلام تھا اور وہ اس کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور اس کو اسلام کے نور کی شناخت میسر آئی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ پہلے نفرت اور حقارت تھی اب نفرت اور حقارت کے ساتھ ظلم اور تشدد بھی شروع ہوگیا ان لوگوں نے اس پر انتہائی ظلم کیا کہ آج بھی اس کی یاد میں ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ایک مسلمان نے اسے خریدا اور آزاد کردیا پھر وہ مسلمان معاشرہ کا ایک محترم اور معزز فرد بن گیا۔

فتح مکہ کے روز حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جھنڈا تیار کیا اور آپ نے اس جھنڈے کا نام بلالؓ کا جھنڈا رکھا اور اس کو ایک مقام پر گاڑ دیا اور سردارانِ مکہ سے کہا کہ اگر تم امان چاہتے ہو تو اس شخص کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ جس کو تم نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے اور جس پر تم بے انتہا ظلم کیا کرتے تھے۔اس طرح پر اس مظلوم بلالؓ کا انتقام لیا ایک حسین انتقام جسے مَیں انگریزی میں Sweet revenge (سویٹ ریوینج) کہہ دیا کرتا تھا۔ یہ میری اپنی اصطلاح ہے لیکن مجھے پسند ہے اب بھی میں دہرا دیتا ہوں یہ حسین اور پیارا اور میٹھا انتقام کہ ہم تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتے لیکن بدلہ ضرور لیں گے۔ بلالؓ کے جھنڈے تلے آجاؤ تاکہ اس بلالؓ کی وجہ سے جس پر ظلم کرکے تم انسان انسان میں فرق کرنا چاہتے تھے اس بلالؓ کو ہم مثال بنادیں فرد اور فرد، انسان اور انسان کی تفریق کو دور کرنے کی۔

جس وقت میں نے یہ واقعہ پہلی دفعہ سنایا تو اتنی خوشی کی لہر اس مجمع میں پھیل گئی کہ میرے کانوں نے وہ بھنبھناہٹ سنی جو خوشی کی وجہ سے فضا میں پیدا ہوئی تھی لوگوں نے بڑے جوش کے ساتھ والہانہ طریق پر اپنی خوشی کا اظہار کیا ان میں غیر بھی تھے، پادری بھی تھے۔ایک موقع پر علاقے کے کیتھولک مشن کے سب سے بڑے پادری بھی موجود تھے (اللہ تعالیٰ نے وہاں جماعت احمدیہ کو اتنا رعب دیا ہے کہ پادریوں کو ہمارے جلسوں میں آنا پڑتا ہے وہ پیچھے رہ ہی نہیں سکتے) لیکن کوئی توجہ نہیں تھی وہ بے تعلقی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے میں نے اپنے افریقن بھائیوں سے کہا کہ وہ سب

نبیوں کا سردار تھا اور تمام بنی نوع انسان کا فخر اور سب سے اعلیٰ اور ارفع تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ جب اس نے قرآن کریم میں یہ اعلان کیا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (الکھف:۱۱۱) کہ انسان ہونے کی حیثیت میں مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں میں تمہارے جیسا انسان اور تم میرے جیسے انسان۔ پس وہ جو اس کے ماتحت تھے اور اس سے کم درجہ رکھتے تھے Those who were junior to him like moses and christ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو اور ان کے پیروؤں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ تم پر برتری کا اعلان کریں وہ پادری جو پہلے بےتعلقی سے بیٹھا ہوا تھا اچھل کر بیٹھ گیا اور اس نے کہا کہ ہمارے اوپر یہ کیا بم گرا دیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (الکھف:۱۱۱) اور جب ہم اس میٹھی آواز کو خود اپنے کانوں سے سنتے ہیں تو فرشتے ہمیں آ کر کہتے ہیں دیکھو تمہارا محبوب اور پیارا بنی نوع انسان کا کس قدر خیر خواہ اور مساوات کو کس رنگ میں قائم کرنے والا تھا کہ اس نے فرمایا ’’اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ‘‘۔ پس اس کے بعد حضرت موسیٰ ہو یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام ان کو یا ان کے ماننے والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کے بعد بھی وہ یہ کہیں کہ حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام دوسرے انسانوں سے بحیثیت انسان ارفع اور اعلیٰ تھے۔

میں انہیں ہمدردی وغم خواری اور پیار ومحبت کی بہت سی مثالیں دیتا تھا جماعت احمدیہ کا عمل ان کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اپنی پچاس سالہ تاریخ ان کے روبرو دہراتا تھا اور میں انہیں بتاتا تھا کہ یہ تو درست ہے کہ آج سے چند صدیاں قبل مسیحیت تمہارے ملک میں یہی نعرے لگاتے داخل ہوئی تھی کہ ہم پیار کا، Love (لَو) کا پیغام لے کر آ رہے ہیں لیکن محبت کے اس پیغام کے جھنڈے ان توپوں پر گاڑے گئے تھے جو یورپ کی مختلف اقوام کی فوجوں کے پاس تھیں اور ان توپوں کے مونہوں سے گولے برسے پھول نہیں برسے اور وہ محبت کا پیغام کامیاب نہیں ہوا نہ اسے ہونا چاہئے تھا نہ وہ ہوسکتا تھا کیونکہ اس سے بہتر، اس سے زیادہ پیارا پیغام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کی طرف نازل ہو چکا تھا۔ اب ہم تمہارے

پاس محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں اور قریباً پچاس سال سے مختلف ملکوں میں تمہاری خدمت کر رہے ہیں اور تم میں سے ہر شخص بڑا بھی اور چھوٹا بھی، حاکم بھی اور محکوم بھی رعایا بھی اور ان کے افسر بھی جانتے ہیں کہ اس پچاس سالہ تاریخ میں نہ ہم نے تمہاری سیاست میں کبھی دلچسپی لی اور نہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی، نہ تمہارے مالوں کی طرف ہم نے حرص کی نگاہ اٹھائی تم جانتے ہو ہم نے جو کچھ کمایا وہ تمہارے ملکوں ہی میں لگا دیا اور تم نے جو کچھ نہیں کمایا بلکہ کسی اور نے کسی اور ملک میں کمایا وہ بھی یہاں لائے اور اسے بھی تمہاری خدمت پر لگا دیا اس کا اس قوم پر اثر ہوتا تھا۔ مثالیں تو بہت ہیں صرف ایک مثال میں دہراتا ہوں۔ کانو میں ہمارا میڈیکل سنٹر ہے جو چند سال سے وہاں کام کر رہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام اخراجات نکالنے کے بعد ۱۵؍ ہزار پاؤنڈ سے زیادہ یعنی ۳ لاکھ سے زیادہ کی رقم بچی ہوئی تھی چنانچہ گزشتہ دو ایک سال میں یہ ساری کی ساری رقم اس ہسپتال (یعنی جو پہلے کلینک تھا) کی عمارت پر لگا دی گئی بلکہ کچھ قرض لے کر لگا دیا گیا کہ جو اس سے آمد ہوگی اس میں سے ایک دو سال کے اندر واپس کر دیا جائے گا، انشاء اللہ شاید ۲۰ یا ۲۵، ہزار پاؤنڈ کی رقم لگا کر ایک خوبصورت ہسپتال بنا دیا گیا۔ غرض ان ممالک میں سے ایک دھیلا نہیں نکالا وہ جو ہم سے پہلے محبت کا پیغام لے کر ان ممالک میں گئے تھے انہوں نے وہاں کچھ چھوڑا ہی نہیں۔ پہلا ملک نائیجیریا تھا جہاں میں داخل ہوا۔ ایک روز میں سوچ میں تھا ان کے حالات پر غور کر رہا تھا میں نے ایک افریقن دوست سے کہا کہ یہ دیکھ کر مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ تمہارے پاس سب کچھ تھا لیکن تمہیں ہر چیز سے ہی محروم کر دیا گیا چنانچہ اس سے اگلے روز جب میں ان کے ہیڈ آف دی سٹیٹ سے ملا تو ان سے میں نے کہا کہ کل میں نے ایک دوست سے کہا تھا کہ صدیوں کی حکومت کے بعد ایک فقیر اور دیوالیہ ملک چھوڑ کر یہ اقوام پیچھے ہٹ گئیں اور ان کا سب کچھ وہاں سے لے گئیں لیکن جماعت احمدیہ اپنے پیسوں پر، اپنے پیسے لے کر وہاں پہنچی اور کام شروع کیا اور وہاں جو کمایا وہیں ان کی بہبودی کے لئے لگا دیا۔ محبت کا یہ عملی پیغام دلوں پر اثر کئے بغیر نہیں رہا۔ ان کے دل احمدی مسلمان ہوں یا عیسائی یا بد مذہب ہوں احمدیت کے روپ میں اسلام کے حسن کو دیکھ کر اس کے گرویدہ ہیں اور وہ احمدیت سے پیار کرتے ہیں بد مذہب والے بھی

اور لامذہب دہریہ یا پرانے مذاہب کے نشانات و آثار رکھنے والے بھی احمدیت سے پیار کرتے ہیں اور اس چیز کا میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔

میں نے نائیجیریا میں ہی ایک روز دیکھا کہ پچاس ہزار سے زیادہ لوگ (جن میں غیر مسلموں کی اکثریت تھی) مجھے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگے وہ مجھے دیکھتے اور خوشی سے ناچنے لگ جاتے تھے کئی کئی میل تک دور دور سے آئے ہوئے دوست مرد وزن قطار اندر قطار کھڑے تھے۔ ایک ایک احمدی قطار میں تھا اور اس کے پیچھے چھ چھ سات سات غیر مسلم ہوتے تھے۔ غیر احمدی بھی تھے غیر مسلم بھی تھے۔ غیر مسلم تو میں صرف ان کے ناچ کی وجہ سے پہنچانتا ہوں کیونکہ خوشی کے اظہار کے لئے ان کا یہ طریق ہے۔ وہ مرد وزن ایک چیخ مارتے تھے اور پھر ناچنا شروع کر دیتے تھے جس سے میں سمجھ لیتا تھا کہ یہ یا عیسائی ہیں یا بد مذہب ہیں۔

کس چیز نے انہیں اس بات پر مجبور کیا تھا کہ وہ ایک غیر معروف اور انجانے انسان کو دیکھیں اور خوشی سے ناچنا شروع کر دیں ان کے دلوں میں جو احمدیت کے حسن سلوک اور احمدیت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حسین چہرہ انہوں نے دیکھا اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ احمدیت کے فریم میں انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس دیکھا اور اس پر فریفتہ تھے اس لئے احمدیت کا جو نمائندہ تھا اسے دیکھ کر وہ خوش ہو جاتے تھے (یہ میں غیروں کی بات کر رہا ہوں ابھی اپنوں کی بات میں نہیں کر رہا) اور میں نے لاکھوں آدمی ایسے دیکھے۔

جب میں نے گووَن کو کہا کہ میں بڑا خوش ہوں تمہارے ملک میں ہر شخص ہنستا اور مطمئن نظر آتا ہے۔ میں نے خود پچاس ہزار سے لاکھ تک مسکراہٹیں ایک دن میں وصول کیں جب بھی میں نے کسی کی طرف مسکرا کر دیکھا اس نے بھی میری طرف مسکرا کر دیکھا اور خوش ہوا ایک دن میں پچاس ہزار سے لاکھ تک مسکراہٹیں وصول کرنا معمولی بات نہیں ہے مسکرا مسکرا کر میرے تو جبڑے بھی تھک جاتے تھے لیکن یہ ان کا حق تھا اور میں ان کا یہ حق دیتا تھا چنانچہ گووَن بڑا خوش ہوا وہ خود بڑا پکا عیسائی ہے (میں اس خطبہ میں صرف اصولی باتیں بیان کر رہا ہوں تفصیل میں نہیں جا رہا سوائے اس کے کہ کسی تفصیل کو اصول کے بیان کرنے کے لئے بتاؤں) بہر حال وہ

عیسائی ہونے کے باوجود جماعت کا گرویدہ بھی ہے یعنی مذہب کا نور تو اس پر نہیں چمکا لیکن پیار کا جو پیغام تھا اس سے وہ متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا میں جب اس سے ملنے کے لئے گیا تو یہ ۳۵ سالہ نوجوان (اس عمر میں ویسے ہی انسان کا سر پُرغرور ہوتا ہے) جس نے سِول وار (خانہ جنگی) ابھی ابھی جیتی تھی اور اس ملاقات سے کچھ عرصہ پہلے بیافرا نے Surrender (سرنڈر) کیا تھا۔ وہ Civel War (خانہ جنگی) جیتی تھی جس میں غیر ممالک اور غیر ملکی مشنریز نے اس کے خلاف کام کیا تھا اور اس نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے تھے اس حالت میں میں اس سے ملا۔ وہاں کی کیفیت یہ تھی کہ میری ملاقات سے کم وبیش تین ہفتے پہلے سارے ویسٹ افریقہ کا آرچ بشپ اسے ملنے آیا اس نے اسے ٹھیک طرح منہ نہیں لگایا اور اسے دعا تک کے لئے نہیں کہا حالانکہ وہ بھی عیسائی اور ان کا سردار۔ بلکہ اس آرچ بشپ نے اپنی خِفّت مٹانے کے لئے خود ہی چلتے ہوئے کہا اچھا اب میں آپ کے لئے دعا کر دیتا ہوں لیکن جس وقت میں اس سے ملنے کے لئے گیا تو جماعت کی اتنی قدر Appreciation (اپری سی ایشن) اس کے دل میں تھی کہ بیٹھتے ہی اس نے کہا ہمارے لئے دعا کریں۔ میں سمجھا نہیں بات میں نے کہا یہ عیسائی ہے اس نے دیکھا کہ ایک مذہبی لیڈر آیا ہے اس لئے اس نے رسماً کہہ دیا کہ ہمارے لئے دعا کریں میں نے جواباً کہا میں تو دعا کرتا ہوں اور میں آپ کے لئے بھی دعا کروں گا لیکن جب میں نے نظر اٹھا کر اس کے چہرے کے آثار دیکھے تو میں نے سمجھا کہ میں اس کی بات نہیں سمجھ سکا میں نے پھر اس سے پوچھا کہ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں اسی وقت فارمل طریقے پر ہاتھ اٹھا کر دعا کروں کہنے لگا ہاں میرا یہی مطلب ہے چنانچہ میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور وہ بھی اپنے رنگ میں اس میں شامل ہوا۔ غالباً تصویر بھی چھپ گئی ہے (دعا کریں کہ جو ہاتھ یوں بندھے ہوئے نظر آتے ہیں کسی دن یوں کھل جائیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے) وہ دل کا بڑا اچھا ہے پھر اس نے مسلمان مذہبی امام سے کھل کر یہ بات بھی کی کہ ان غیر ممالک نے اور غیر ممالک کے مشنریز نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ ہمارے ملک کو تباہ کر دیں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ان کے برے منصوبوں سے محفوظ رکھا اور ہمارے ملک میں وہ تباہی نہیں آئی جو یہ چاہتے تھے کہ یہاں تباہی برپا ہو جماعت کی تعریف

کے علاوہ اس نے مجھے یہ کہا کہ ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ تمام مذاہب کے لوگ یہاں بھائی بھائی کی طرح رہتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ یہ ہمارے ممالک سے اچھے ہیں انہیں یہ علم حاصل ہو چکا ہے اور یہ اس حقیقت کی شناخت حاصل کر چکے ہیں کہ مذہب کا تعلق دل سے ہے طاقت کے زور سے زبان سے تو کچھ کہلوایا جا سکتا ہے لیکن دل نہیں بدلے جا سکتے۔ ساری دنیا کے ہائیڈروجن بم مل کر بھی کسی ایک آدمی کے دل میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہیں پیدا کر سکتے یہ ناممکن بات ہے البتہ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ ہے جس نے اربوں ارب انسانوں کے دلوں میں تبدیلی پیدا کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے کوثر کا جو وعدہ دیا تھا وہ پورا کیا اس وقت بھی اور پھر اس وقت سے لے کر اب تک اور پھر قیامت تک ایسے لاکھوں کروڑوں اربوں انسان پیدا ہوتے رہیں گے جو اس مذہبی حسن کے گرویدہ ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے ہوں گے پس ان قوموں کی زندگی کی یہ حقیقت معلوم ہو چکی ہے اور اس لحاظ سے وہ بڑے خوش قسمت ہیں اور سچ کہا تھا گوون نے کہ ان کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کے ملک میں تمام مذاہب، تمام فرقے امن سے رہ رہے ہیں کوئی کسی کے خلاف زبان درازی نہیں کرتا اِلّاماشاء اللہ شاید کوئی استثناء ہو جسے وہ قوم بہر حال پسند نہیں کرتی۔

ایک اور مثال دے دیتا ہوں گھانا میں اکرا کے مقام پر ہمارا ایک سکول ہے اور پھر ۱۷۰ میل کے فاصلے پر کماسی میں ہمارا ایک سکول ہے۔

کماسی سے ستّر میل پر ٹیچی مان ایک جگہ ہے جہاں ہمارے افریقن بھائی عبدالوہاب بن آدم صاحب بطور مبلغ رہتے ہیں وہ بڑا ہی اچھا کام کر رہے ہیں وہ بھی اور ان کی بیوی بھی۔ بچوں میں قرآن کریم اور مذہبی تعلیم، احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق پیدا کر دیا ہے ان بچوں کو جب آپ دیکھیں تو آپ کے بچوں کو رشک آ جائے اور آپ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں وہ ایسے قصیدے پڑھتے ہیں کہ انسان کے لئے اپنے جذبات پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے اور نڈر ہو کر لاؤڈ سپیکر لگا کر لاکھوں کی آبادی کے شہروں میں گاتے پھرتے ہیں کہ جس مسیح کی انتظار تھی وہ آ گیا مثلاً ہم جب ابادان گئے یہ شہر قریباً لیگوس کے برابر ہے پہلے بڑا تھا اب کم ہے اس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ انہوں

نے سارے شہر میں یہ منادی کی کہ جس مہدی کی انتظار تھی وہ آ گیا اور اس کا نائب اور تیسرا خلیفہ تمہارے اندر موجود ہے اس سے برکتیں حاصل کرو انہوں نے نڈر ہو کر سارے شہر میں اونچی منادی کی پھر بچے یہی گاتے ہیں کہ مہدی آ گیا انسان اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتا۔

پس انہوں نے اس بنیادی حقیقت کو جان لیا ہے کہ مذہب کا معاملہ دل سے ہے طاقت اور زور کے ساتھ دل نہیں بدلا جا سکتا اور چونکہ وہ اس کو شناخت کر چکے ہیں اس لئے ہمیں بڑی امید ہے کیونکہ ہمارے پاس پیغام ہی پیار کا ہے اخوت کا ہے اور ہمدردی کا ہے اور غم خواری کا ہے اور مساوات انسانی کا ہے۔ میں نے عیسائیوں میں سے کسی سے بات نہیں کی جس نے آگے سے یہ نہ کہا ہو کہ جو آپ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے۔

میں نے لائبیریا میں ایک بارہ تیرہ سال کے بچے سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے غالباً جانسن کہا میں نے کہا نہیں اس وقت کے بعد تمہارا نام جمیل ناصر ہے اور تم مسلمان ہو وہ کہنے لگا Yes Sir۔ وہ بچہ ہمارے امین اللہ خاں سالک کے ہاں کام کرتا تھا انہوں نے اگلے روز بتایا کہ اس نے گھر جا کر کہا کہ میرا نام اب جانسن نہیں میرا نام اب جمیل ناصر ہے اور میں مسلمان ہوں ان کے دل ہم نے جیت لئے ہیں لیکن ان کے مونہوں سے کہلوانا ہمارا کام ہے ہم بہتوں تک پہنچے ہی نہیں ایک جگہ ایروڈروم پر ایک دکان دار لڑکی سے ہمیں پتہ لگا کہ ہم بہت سی جگہ غفلت کر جاتے ہیں، تبلیغ نہیں کرتے یا اتنی قربانی نہیں دیتے جتنی ہمیں قربانی دینی اس لڑکی کو دلچسپی پیدا ہوئی اس نے چوہدری محمد علی صاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اور میں ان سے ملنا چاہتی ہوں (بعد میں وہ منصورہ بیگم سے بڑے پیار سے ملیں بھی) چوہدری صاحب نے کہا کہ امام مہدی آ گئے ہیں اور یہ ان کے تیسرے خلیفہ ہیں اس نے آگے سے جواب دیا وہ دل میں بڑا درد اور دکھ پیدا کرنے والا ہے وہ کہنے لگی کہ امام مہدی آ گئے ہیں تو مجھے کیوں علم نہیں؟ بات اس کی ٹھیک ہے ہماری غفلت ہے اُنہوں نے اسے یہی جواب دیا کہ یہ ہمارا قصور ہے کہ ہم نے تمہیں بتایا نہیں۔ اس کا یہی مطلب تھا کہ اگر امام مہدی آ گئے ہیں تو مجھے اس کا کیوں علم نہیں ہوا، میرے پاس کوئی بتانے والا کیوں نہیں آیا کہ امام مہدی آ گئے ہیں۔

پس دنیا یہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اگر مہدی معہود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آ گئے

ہیں تو ہمیں علم کیوں نہیں ہوا دنیا کو بتانا ایک احمدی کا فرض ہے آسمان سے فرشتوں نے آ کر نہیں بتانا اور اسی کی طرف میں انشاء اللہ اس خطبہ میں آپ کو لے کر آؤں گا۔ یہ محبت کا پیغام روز روشن کی طرح ان ممالک میں بھی اور جہاں میں نہیں جا سکا وہاں بھی ان پر عیاں ہو چکا ہے وہ اب ماننے لگ گئے ہیں کہ احمدی محبت اور پیار اور ہمدردی اور غم خواری اور مساوات کا پیغام لے کر ہمارے ملکوں میں آئے ہیں۔ مجھے بہت سے دوسرے ممالک کے سفراء ملے اور مجھ سے یہ کہنے لگے کہ ہم نے کیا قصور کیا تھا کہ آپ نے اپنے دورہ میں ہمارے ملکوں کو شامل نہیں کیا؟ میں ان کو کیا کہتا کہ تمہارا قصور ہے یا نہیں بہر حال اس سے پتہ لگتا ہے کہ انہیں احمدیت کی طرف توجہ ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے بہت ساری تبدیلیاں کر رہے ہیں ان تبدیلیوں کے آخری نتائج کو سنبھالنا انسان کا کام ہوتا ہے اور یہ جماعت احمدیہ کا کام ہے۔

ان لوگوں میں ایک اور خوبی مجھے یہ نظر آئی کہ وہ صفائی کا بڑا خیال رکھتے ہیں یہاں تو یہ مشہور ہے کہ بڑی گندی اور بدبودار قومیں ہیں اب خدا تعالیٰ کے فضل سے صرف گھانا کے ملک میں منصورہ بیگم کے عورتوں کے مصافحے اور میرے مردوں کے جو مصافحے ہوئے ان کا ۲۵ ہزار سے زائد کا اندازہ ہے۔ لیکن مختلف جلسوں میں شمولیت اگر ۲۵۔۳۰ ہزار مردوزن کریں تو اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس وقت وہاں کی ہماری بالغ آبادی دو اور تین لاکھ کے درمیان ہے، بچے اور بچیوں کو چھوڑ کر، یقیناً اتنی آبادی ہوگی خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی آبادی ہے اور سارے ممالک میں تو ہم نے بہت زیادہ مصافحے کئے ہیں اور میں نے ہزاروں معانقے کئے ہیں اور میرے خیال میں ہزاروں ہی کی تعداد میں بچوں سے پیار کیا ہے اور سارے دورے کے اندر سوائے ایک یا دو کے کسی سے بدبو نہیں آئی ہزاروں میں سے ایک دو کا ہونا محض استثناء ہے۔ غرض ان میں بدبو نہیں ہے وہ اتنے صاف لوگ ہیں اور صفائی کے اتنے شوقین ہیں کہ ان چھ ملکوں میں سے کسی جگہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے پانی نظر آیا ہو اور وہاں افریقن کپڑے نہ دھو رہے ہوں میں نے بڑا غور کیا جہاں کہیں بھی مجھے پانی نظر آیا میں نے اس پر افریقنوں کو کپڑے دھوتے ہوئے پایا وہ دن میں تین دفعہ نہاتے ہیں یہاں بھی اگر میں پوچھوں (لیکن میں پوچھوں گا نہیں) تو شاید صرف سینکڑوں ہی ایسے نکلیں جو دن میں دو۲ دفعہ

نہاتے ہوں گے مگر وہ دن میں تین دفعہ نہاتے ہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو دن میں پانچ دفعہ کپڑے بدلتے ہیں۔ وہ جُبّوں کے بڑے شوقین ہیں (مجھے بھی انہوں نے پیار سے ان جُبّوں کے تحفے دیئے ہیں) بس دن میں کئی دفعہ جُبّے بدلتے رہتے ہیں اور ان جُبّوں کے ساتھ ان کی شکلیں بھی بدل جاتی ہیں پہچاننا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ پس بہت صاف ملک ہیں لوگ بڑے صاف رہتے ہیں دل سے دعا نکلتی تھی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو ظاہری صفائی کی توفیق عطا کی ہے اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دے کہ ان کی باطنی صفائی کے بھی سامان ہو جائیں یہ ہماری ذمہ داری ہے ہم نے جا کر ان کی باطنی صفائی کے انتظام کرنے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی باطنی صفائی کے جمعدار ہمیں بنایا ہے ہمارے سوا دوسرا کوئی باطنی صفائی کر ہی نہیں سکتا جب اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے آپ کو چُنا ہے اور سوائے آپ کے کسی کو نہیں چنا پھر یہ ناشکری ہوگی کہ ہم اپنے کام سے گھبرائیں۔

میں نے ان کو وہاں یہ بھی کہا کہ میں یہاں آیا ہوں اور تم خوش ہو خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ میری نظریں شرم سے جھک جاتی تھیں اور مجھ میں خدا تعالیٰ کی حمد کی طاقت نہیں ہے وہ مصافحہ کرتے تھے اور خاموشی سے چہرہ دیکھنے لگ جاتے تھے پیچھے سے دوسرا آدمی ٹھوکا دیتا تھا کہ چل آگے لیکن یہ نہیں کہ کوئی بات کرنی ہے اس لئے ٹھہر گئے ہیں بس چہرہ دیکھے جا رہے ہیں کئی ایک سے میں نے پوچھا بھی کیا سیری نہیں ہوتی دیکھتے ہی چلے جاتے ہو اور اتنا پیار دیکھا کہ بیان نہیں کر سکتا وہ احمدیت سے پیار ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیار ہے، وہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے، اللہ تعالیٰ سے پیار ہے کہ ان کے ذریعہ سے (اصل تو توحید کا قیام ہے) خدا تعالیٰ کے پیار کو دنیا میں قائم کیا گیا ہے وہی ایک واحد و یگانہ ہے باقی تو سارا فسانہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حقیقت اور وہی باقی رہنے والی ہستی ہے۔

مثلاً ایک بڑھیا جسے پوری طرح نظر بھی نہیں آتا تھا سفر بھی نہیں کر سکتی تھی اس نے دو مہینے خرچ کر کے ایک ٹوکرا بنایا اور اپنی بیٹی کو بھیجا اور تاکید کی کہ اپنے ہاتھ سے دینا اور دعا کے لئے کہنا وہ بچی کہنے لگی کہ میری ماں سفر نہیں کر سکتی تھی مجھے اس نے یہ ٹوکرا دے کر بھیجا ہے اس کے

بنانے پر اس نے دو ماہ خرچ کئے ہیں ہمارے ساتھیوں سے غلطی ہوئی وہ سیرالیون میں رہ گیا میں نے کہا یہ ٹوکرا پیچھے نہیں رہے گا چنانچہ وہاں تار دی اور اسے ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن منگوایا اور اب اسے میں یہاں لے آیا ہوں میں نے ان سے کہا کہ تم یہ دیکھتے ہو کہ بازار میں اس کی قیمت دس ۱۰ روپے ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ جس پیار نے اس کو بنایا ہے دنیا میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، یہ تو میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا بعض نے کہا کہ یہ کپڑا چھ ماہ سے تیار کرنا شروع کیا تھا اور اب ہم اس کو تیار کر کے آپ کے لئے لائیں ہیں دھاگہ بھی ہم نے بنایا پھر کپڑا بھی ہم نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اسے آخری شکل جو دینی تھی وہ بھی اپنے ہاتھ سے دی یہ کھدر کے بڑے موٹے وزنی کپڑے ہیں آپ انہیں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ بازار میں شاید سات ساڑھے سات روپے میں مل جائیں لیکن میں نے کہا میں ان کو نہیں چھوڑوں گا چاہے ان کے کرایہ پر ہزاروں روپے ہی کیوں نہ خرچ کرنے پڑیں کچھ ہمارے ساتھ آ گئے ہیں کچھ کے یہاں لانے کا ہم انتظام کر کے آئے ہیں وہ سارے انشاء اللہ یہاں پہنچ جائیں گے۔

پس احمدیت کے ساتھ ان کا اس قسم کا پیار ہے اور وہ احمدیت کے فدائی ہیں بالکل نڈر ہیں۔ لیگوس میں ہم پہنچے تو ہوٹل کے باہر سینکڑوں بچے تھے جو احمدیت زندہ باد، اسلام زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ ’’زندہ باد‘‘ کا لفظ استعمال کرتے ہیں کیونکہ اسے سارے سمجھتے ہیں نیز اَھْـلًا وَّ سَھْـلًا کہہ رہے تھے پس وہ نعرے لگا رہے تھے جب میں آگے بڑھا تو ہمارے احمدی بھائی نعرے لگاتے ہوئے اس کے ایک بہت بڑے ہال میں داخل ہو گئے۔ چوتھی منزل پر ہمارے کمرے تھے جب ہم سیڑھیاں چڑھنے لگے تو یہ بھی نعرے لگاتے ہوئے ساتھ جا رہے تھے یہاں تک کہ دروازہ آ گیا اور یہ بھی ساتھ تھے صرف اس وقت ہی نہیں بلکہ اگر دن میں مجھے تین دفعہ نیچے اترنا ہوتا تو وہی نعرے لگتے جب بھی میں کمرے سے باہر آتا وہ نعرے لگاتے غیر ملکی یہ دیکھ کر حیران ہوتے اور دلچسپی لیتے اور شاید دل میں غصہ بھی آتا ہو مگر ان کو کسی سے کوئی غرض نہیں تھی وہ تو دل میں ایک جوش تھا کہ احمدیت نے ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن اور حسین چہرہ دکھایا اور اللہ قادر و توانا سے زندہ تعلق پیدا کیا۔

بو (Bo) میں ہم گئے تو وہاں گورنمنٹ کی لاج میں اتنا چراغاں تھا کہ جس طرح ربوہ نے

چراغاں کیا وہاں بھی چراغاں تھا ہمارے ایک دوست نے کہا کہ آپ نے تکلف کیا ہے آپ نے یہاں اتنا خرچ کر دیا ہے اس نے آگے سے جواب دیا کہ ہمارے دلوں میں چراغاں ہو رہا ہے ہم اپنے در و دیوار کو اس سے محروم کیسے رکھ سکتے ہیں یہ ان کی قلبی کیفیت ہے اور یہ وہ محبت کا پیغام ہے جسے وہ آگے پہنچا رہے ہیں پس یہ وہ چیز ہے جو غیروں کے دل بھی جیت رہی ہے۔

کماسی میں Reception (ری سپشن) پر ایک بڑے اثر و رسوخ والا افریقن آیا (وہاں کے جو پیراماؤنٹ چیف ہیں وہ خود گفتگو نہیں کرتے انہوں نے اپنی طرف سے بیچ میں واسطے رکھے ہوئے ہیں اور یہ ان کے Spokesman (سپوکس مین) کہلاتے ہیں) چنانچہ ایک پیراماؤنٹ چیف کا Spokesman (سپوکس مین) آیا وہ مسلمان نہیں تھا مجھ سے کہنے لگا کہ میں ڈیڑھ سو میل سے اس لئے آیا ہوں کہ میں بیمار ہوں اور آپ سے میں نے درخواست کرنی تھی کہ میرے لئے دعا کریں۔

ایک اور پیراماؤنٹ چیف آئے ہوئے تھے وہ اپنے ساتھ ایک ممبر لیجسلیٹو اسمبلی بھی لائے ہوئے تھے وہ مجھ سے کہنے لگے کہ میں اتنی دور سے آیا ہوں ہمارے علاقہ میں ڈاکٹر کی ضرورت ہے آپ وہاں میڈیکل سنٹر کھولیں اور یہ ایم۔ پی (ممبر پارلیمنٹ) جو ہیں یہ اس بات کا ذمہ لیتے ہیں کہ حکومت کے قواعد کے مطابق (جسے Red tapism (ریڈ ٹیپ ازم) کہتے ہیں) مختلف دفاتر سے جو کام کروانا ہوگا وہ یہ کروا کر دیں گے میں نے ان سے کہا ٹھیک ہے آپ یہ کام کروا دیں ہم آدمی بھیج دیں گے۔

میں نے بتایا کہ گوون نے میرے ساتھ اس طرح گفتگو کی جس طرح کہ وہ بڑا پرانا واقف ہو اس نے جماعت کی تعریف کی جماعتی خدمات کا وہ بہت ہی ممنون تھا اس کے دل میں بھی اور اسی طرح جو دیگر Heads Of State (ہیڈز آف سٹیٹ) ہیں جن سے مَیں ملا ہوں ان کے دلوں میں بھی جماعت کی بڑی قدر اور وقعت ہے جب تفصیل میں جاؤں گا تو بتاؤں گا کہ سب کی یہی حالت ہے۔

پھر وہاں اللہ تعالیٰ کے جو فضل دیکھے تھوڑے سے ان کے نمونے بتا دیتا ہوں نائیجیریا سے میں نے کام شروع کیا نائیجیریا کے ایک احمدی گروہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے

بغاوت کر کے اور دنیا کی حرص میں وہاں کے سارے سکولوں پر جو آپ نے کھلوائے تھے ناجائز طور پر قبضہ کر لیا غالباً یہ کُل گیارہ سکول تھے اور چونکہ اس وقت جماعت کا کوئی ''دستور'' نہیں تھا Constitution نہیں تھی اس واسطے قانونی طور پر کوئی چارہ جوئی نہ ہوسکتی تھی۔ ''دین'' میں داخل ہوئے تھے اور ''دنیا'' کے چھلکے پر ان کے پاؤں پھسل گئے اور سکولوں پر قبضہ کر لیا جو ابھی تک جاری ہے لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ خود ان میں بداخلاقیاں پیدا ہوگئی ہیں دین سے کوئی رغبت نہیں رہی سکولوں کو انہوں نے آمدنی کا ذریعہ بنالیا ہے اور کچھ سکول شاید عنقریب بند بھی ہوجائیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی چکر دیتا ہے میں وہاں یہی سوچ رہا تھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا جو میری غیرت کا تقاضا تھا کہ ہم فوری طور پر ۱۶ سکول کھولیں چنانچہ میں نے سمجھدار احباب کی ایک کمیٹی بنائی اور ان سے میں نے کہا کہ اس ملک میں مَیں نے ۱۶ ہائی سکول کھولنے ہیں اس لئے سلسلہ میں پانچ سالہ منصوبہ تیار کرو۔ مجھے یہ غیرت تھی کہ ان کے چھوٹے بڑے ملا کر گیارہ سکول ہیں پس ہم یہاں انشاء اللہ سولہ ہائی سکول کھولیں گے میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ میرے افریقہ چھوڑنے سے پہلے پہلے اس کمیٹی کی پہلی رپورٹ مجھے ملنی چاہئے اور انہیں میں نے یہ ہدایت کی کہ نقشے سامنے رکھو۔ مشورے کرو اور دیکھو کہ کہاں کہاں سکول کھولنے چاہئیں بہرحال ان کی پہلی رپورٹ مجھے وہیں مل گئی تھی لیکن جب میں نے یہ کمیٹی بنائی تو ہوا یہ کہ اگلے روز ویسے ہی بے خیالی میں ریڈیو کو میں نے چلایا خبروں کا وقت تھا۔ اس وقت شمال مغربی سٹیٹ کے گورنر کے انٹرویو کا خبروں میں اعلان ہو رہا تھا (یہ شمال مغربی سٹیٹ مسلمانوں کا علاقہ ہے) کہ میری سٹیٹ میں تعلیم بڑی کم ہے اور میں نے ایمرجنسی کا اعلان کر دیا ہے میں اپنے ذرائع اکٹھے کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے عوام میرے ساتھ تعاون کریں گے میں نے ایک دن پہلے کمیٹی بنائی تھی چنانچہ جب میں نے یہ خبر سنی تو میں نے اس نو احمدی دوست جس کے متعلق آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ میں نے کہا تھا Before the sun sets یعنی سورج غروب ہونے سے قبل تم احمدیت میں داخل ہوگے اور وہ ہوگیا تھا۔ یہ ڈپٹی سیکرٹری ہے اور کھاتا پیتا آدمی ہے اس نے مرسیڈیز کار رکھی ہوئی ہے میں نے اسے کہا کہ تم جاؤ اور اس گورنر سے کہو کہ ہم تمہاری سٹیٹ میں فوری طور پر چار سکول کھولتے ہیں دو لڑکیوں کے اور دو لڑکوں کے ہمیں

تمہارے تعاون کی ضرورت ہے اور یہ صرف دو قسم کے تعاون ہیں ایک یہ کہ سکول کھولنے کے لئے ہمیں زمین دو کیونکہ یہ ہم باہر سے نہیں لا سکتے اور دوسرے یہ کہ ٹیچرز کیلئے Entry permit (انٹری پرمٹ) دو کیونکہ اس کے بغیر وہ تمہاری سٹیٹ میں آ نہیں سکتے چنانچہ وہ اس پیشکش کو سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے ہر قسم کا تعاون کروں گا سکولوں کے اجراء میں آپ ہماری مدد کریں۔ ویسے اس نے یہ بھی کہا کہ ایک فارمل خط لکھ دیں کہ یہ ہم نے پیشکش کی ہے چنانچہ اس پر اس نے اپنے Land department (لینڈ ڈیپارٹمنٹ) کو کہا کہ جہاں بھی یہ زمین پسند کریں وہاں ان کو زمین دی جائے اور محکمہ تعلیم کو کہا کہ ان کی طرف سے محکمہ میں مزید کسی درخواست کے آنے کا انتظار نہ کرو بلکہ جو فارمل کارروائی ہے یعنی فارم وغیرہ بھرنے ہوتے ہیں وہ فارم ان کو بھجوا دو تا کہ یہ کارروائی جلدی ختم ہو جائے سکول ٹیچرز نے آنا ہے اور بہت ساری حکومت سے اجازتیں لینی پڑتی ہیں۔ وہ ہمارے ''وزیری'' سے کہنے لگا (حالانکہ وہ غیر احمدی ہے) کہ میں بہت خوش ہوں آپ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لینے کی پیشکش کی ہے میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ اگر آپ لوگ نارتھ ویسٹرن سٹیٹ یعنی سکوتو (جو دراصل عثمان بن فودی کا گھر ہے یہ ایک مجدد تھے جو اس علاقے میں پیدا ہوئے تھے میں ان کا ذکر وہاں جانے سے پہلے بھی کر چکا ہوں) کے علاقے کے لوگوں کے دل احمدیت کے لئے جیت لیں تو تمام شمالی مسلم علاقہ احمدی ہو جائے گا اس واسطے آپ کوشش کریں اور یہاں سکول کھولیں۔

پھر اس کے بعد ہم گھانا میں آئے وہاں غور کیا پھر آئیوری کوسٹ میں مشورے کئے پھر لائبیریا میں گئے وہاں غور کیا اور دوستوں سے مشورے کئے اور منصوبے بنائے وہاں کے صدر مسٹر ٹب مین بڑے اچھے آدمی ہیں انہوں نے سَوا ایکڑ زمین کی منظوری دے دی ہے اور اپنے محکمے کو ہدایت کی ہے کہ یہ زمین جلد جماعت احمدیہ کو دی جائے یہ سَوا ایکڑ کا اکٹھا قطعہ ہے بڑی زمین ہے انشاء اللہ بہت کچھ بن جائے گا۔

پھر سیرالیون کو ہم نے اپنے واپسی کے پروگرام کی وجہ سے چھوڑا تھا کیونکہ ہیگ آنے کے لئے ہم نے یہیں سے جہاز لینا تھا اگر پہلے سیرالیون جاتے پھر گیمبیا جاتے اور پھر سیرالیون جاتے تو یہ امر جماعت کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی کوفت کا باعث ہوتا اس لئے پروگرام

بنایا تھا کہ پہلے Overfly (اوور فلائی) کر کے گیمبیا چلے جائیں یعنی اس ملک (سیرالیون) کے اوپر سے اڑ کر گیمبیا جائیں اور پھر وہاں سے واپس سیرالیون آئیں اور پھر یہاں سے یورپ کو آئیں۔ گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے (میرے اپنے پروگرام نہیں رہنے دیئے بلکہ) بڑی شدت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ یہ وقت ہے کہ تم کم سے کم ایک لاکھ پاؤنڈ ان ملکوں میں خرچ کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا اور بہت بڑے اور اچھے نتائج نکلیں گے خیر میں بڑا خوش ہوا پہلے اپنا پروگرام اور منصوبہ تھا اب اللہ تعالیٰ نے منصوبہ بنا دیا۔ گیمبیا چھوٹا سا ملک ہے میرے آنے کے بعد مولویوں نے بڑی مخالفت شروع کر دی ہے اور میں بہت خوش ہوں کیونکہ اس آگ میں سے تم ہم نے بہر حال گزرنا ہے ہمارے لئے یہ پیشگوئی ہے کہ آگ تمہارے لئے ضرور جلائی جائے گی جو الہام ہے نا کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے۔ اس میں دو پیشگوئیاں ہیں ایک یہ کہ تمہیں راکھ کرنے کے لئے آگ جلائی جائے گی اور دوسری یہ کہ وہ آگ تمہیں راکھ نہیں کر سکے گی بلکہ فائدہ پہنچانے والی ہوگی، تمہاری خدمت کرنے والی ہوگی پس جب اس پیشگوئی کا پہلا حصہ پورا ہوتا ہے یعنی آگ جلائی جاتی ہے ہم اس سے ڈرتے نہیں بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق پہلی بات پوری کر دی اور وہ قادر وتوانا اپنے دوسرے وعدہ کو بھی ضرور پورا کرے گا اس لئے آگ ہمیں راکھ نہیں کرے گی بلکہ خدمت کرنے والی ہوگی بہر حال وہاں ہماری مخالفت شروع ہے اور میں خوش ہوں اللہ تعالیٰ سے آپ بھی دعائیں کریں میں بھی دعائیں کرتا رہتا ہوں مخالفت کی یہ آگ ہمیں جلانے کے بجائے ہماری کامیابیوں پر فتح کے ہار گوندھے اور یہ آگ خوشیاں منانے والی ہو اور اس آگ میں سے ہمارے اوپر آگ کے شعلوں کے بجائے پھولوں کی پتیاں برسیں یہی ہم سے وعدہ ہے اگر وہ پورا ہوا ہے تو یہ بھی پورا ہوتا چلا جائے گا۔

پھر جب ہم سیرالیون میں آئے تو اور زیادہ جرأت تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا تھا کہ کرو خرچ، میں اچھے نتائج نکالوں گا چنانچہ وہاں پروگرام بنائے پھر میں لندن آیا تو میں نے جماعت کے دوستوں سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء معلوم ہوا ہے کہ ان چھ افریقی ممالک میں تم کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ خرچ کرو (ویسے یہ پوری سکیم میرے ذہن میں ہے کہ کس کس رنگ میں کام

چلانا ہے) پس یہ ایک لاکھ پاؤنڈ کی رقم کم سے کم ہے اور اس سلسلہ میں انگلستان کی جماعتوں میں سے مجھے دوسو ایسے مخلص آدمی چاہئیں جو دوسو پاؤنڈ فی کس کے حساب سے دیں اور دوسو ایسے مخلصین جو ایک سو پاؤنڈ فی کس کے حساب سے دیں اور باقی جو ہیں وہ ۳۶ پاؤنڈ دیں ان میں سے بارہ پاؤنڈ (ایک پاؤنڈ ایک مہینے کے لحاظ سے) فوری طور پر دے دیں میں نے انہیں کہا کہ قبل اس کے کہ میں انگلستان چھوڑوں اس مَد میں دس ہزار پاؤنڈ جمع ہونے چاہئیں اور اس وقت انگلستان سے روانگی میں بارہ دن باقی تھے چنانچہ دوستوں کے درمیان میں صرف دو۲ گھنٹے بیٹھا ایک جمعہ کے بعد اور دوسرے اتوار کے روز جس میں اور نئے آدمی بھی آئے ہوئے تھے اور ان دو۲ گھنٹوں میں ۲۸ ہزار پاؤنڈ کے وعدے ہو گئے تھے اور ۳ اور ۴ ہزار پاؤنڈ کے درمیان نقد جمع ہو گئے تھے میں نے پھر اپنے سامنے نیا اکاؤنٹ کھلوایا اور اس کا نام ''نصرت جہاں ریزرو فنڈ'' رکھا ہے یہ اکاؤنٹ وہیں رہے گا وہیں اس میں رقم جمع ہوگی غرض ''نصرت جہاں ریزرو فنڈ'' کے نام سے ایک علیحدہ اکاؤنٹ کھلوایا اور اس میں رقم جمع کروائی کیونکہ اس سے پہلے جو رقمیں آ رہی تھیں وہ مسجد فنڈ کے اکاؤنٹ میں جا رہی تھیں۔

میں نے جمعہ کے خطبہ میں انہیں کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ ہم یہ رقم خرچ کریں اور ہسپتالوں اور سکولوں کیلئے جتنے ڈاکٹر اور ٹیچر چاہئیں وہاں مہیا کریں میں نے دوستوں سے کہا کہ مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ یہ رقم آئے گی یا نہیں یا آئے گی تو کیسے آئے گی یہ مجھے یقین ہے کہ ضرور آئے گی اور نہ یہ خوف ہے کہ کام کرنے کے لئے آدمی ملیں گے یا نہیں ملیں گے یہ ضرور ملیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ کام کرو۔ خدا کہتا ہے تو یہ اس کا کام ہے لیکن جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی فکر کرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ محض خدا کے حضور قربانی دے دینا کسی کام نہیں آتا جب تک اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول نہ کرلے۔ لاکھوں لاکھ قربانیاں حضرت آدمؑ کے زمانے سے اس وقت تک رو کی گئیں جن کا ذکر مختلف احادیث میں موجود ہے پس مجھے یہ فکر ہے اور آپ کو بھی یہ فکر کرنی چاہئے اس لئے دعائیں کرو اور کرتے رہو کہ اے خدا! ہم تیرے عاجز بندے تیرے حضور یہ حقیر قربانیاں پیش کر رہے ہیں تو اپنے فضل اور رحم سے ان قربانیوں کو قبول فرما اور تو ہمیں اپنی رضا کی جنت میں داخل فرما سعی مشکور ہو ہماری، وہ سعی نہ ہو جو ہمارے منہ پر ماردی

جائے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال ہم اسی کے حضور پیش کرتے ہیں اس کا احسان ہے کہ وہ ہماری طرف سے قبول کر لیتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور آپ کا فرمودہ درّثمین میں مندرجہ آمین میں یہ چھوٹا سا مصرعہ بڑا ہی پیارا ہے۔ ''گھر سے تو کچھ نہ لائے''۔ (درّثمین صفحہ ۳۶) پس یہ ایک حقیقت ہے کسی بات پر ناز کیا؟ اور قربانی کیا؟ اور ایثار کیسا؟ اور تم پیش کیا کر رہے ہو یہ تو اس کا احسان ہے کہ وہ کہتا ہے اے میرے بندے! میں نے جو تمہیں مال دیا تھا وہ تو اب میرے سامنے اخلاص اور پیار سے اور میری محبت میں میرے حضور پیش کر رہا ہے میں اس کو اس طرح قبول کر لیتا ہوں جس طرح واقعی تیرا ہے یہ تو اس کا احسان ہے۔ وہاں افریقہ میں بچوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمودہ ایک حدیث کو گا کر بطور نظم پیش کر رہے تھے ایک نظم پڑھی تھی پوری تو مجھے یاد نہیں عربی میں ہے اور بہت ہی اچھی ہے۔ بچوں کے نرم نرم ہونٹوں سے بڑی پیاری لگتی تھی ؎

یَا ابْنَ اٰدَمَ اَلْمَالُ مَالِیْ
وَالْجَنَّةُ جَنَّتِیْ وَ اَنْتُمْ عِبَادِیْ
یَا عِبَادِیْ اشْتَرُوْا جَنَّتِیْ بِمَالِیْ

یعنی اے آدم کے بیٹو! مال بھی میرا ہے اور جنت بھی میری ہے اور تم بھی میرے بندے ہو۔ اے میرے بندو! میں تم پر یہ احسان کرتا ہوں کہ جو میری جنت ہے وہ میرے اس مال سے خرید لو جو میں نے تمہیں دیا ہے بچوں کے نرم نرم ہونٹوں سے نکلی ہوئی یہ نظم بہت ہی پیاری لگتی تھی۔

بہرحال یہ ایک حقیقت ہے جس سے کوئی ہوش مند انسان انکار نہیں کرسکتا کہ مال بھی اللہ کا اور جنت بھی اللہ کی اور بندہ بھی اللہ کا اور اللہ تعالیٰ بطور احسان یہ فرماتا ہے کہ میرے مال سے میری جنت خرید لو پس میں نے اپنے بھائیوں سے یہ کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ مال کیسے آئے گا؟ مال تو انشاء اللہ ضرور آئے گا کیونکہ خدا کہتا ہے خرچ کرو اب ایک شخص کو خدا کہے کہ خرچ کرو اور جیبیں اس کی رکھے خالی پھر تو وہ ہندوؤں کا خدا ہوگا یا عیسائیوں کا خدا ہوگا یا ان مسلمانوں کا خدا ہوگا جو یہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کو سچی خواب بھی نہیں آسکتی ہمارا وہ خدا نہیں

ہمارا خدا تو قادر و توانا خدا ہے وہی اللہ جو ہمارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اپنی تمام طاقتوں اور صفات کے ساتھ جلوہ گر ہوا وہ ہم سے بولتا بھی ہے اور ہم دن رات اس کی قوت اور طاقت کے معجزانہ سلوک اپنے ساتھ دیکھتے بھی ہیں۔فکر یہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو سعیٔ مشکور بنا وے یہ نہ ہو کہ خدانخواستہ کہیں ہماری کسی غلطی یا غفلت یا گناہ یا برائی یا کسی وقت کے تکبر کے نتیجہ میں وہ دھتکاردی جائے۔ امام رفیق صاحب نے مجھے کہا وقت تھوڑا ہے اور آپ نے اتنی بڑی رقم جماعت کے ذمہ لگا دی ہے جو فضل عمر فاؤنڈیشن کی ٹوٹل رقم سے دگنی سے بھی زیادہ ہے اور جسے انہوں نے تین سال کی کوششوں کے بعد اکٹھا کیا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے بڑے دورے کئے ہمارے شیخ مبارک احمد صاحب بھی مہینہ ڈیڑھ مہینہ وہاں رہ کر آئے اور دورے کئے تب جا کر تین سال میں ۲۱ ہزار پاؤنڈ جمع ہوئے اور میں نے دو۲ گھنٹے میں جو خطاب کیا تھا ان دو۲ گھنٹوں کے اندر اسی وقت ۲۷-۲۸ ہزار پاؤنڈ کے وعدے اور نقد رقم جمع ہوگئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا میری طرف سے نہیں تھا لیکن اس کرسی اور مقام کی اللہ تعالیٰ غیرت رکھتا ہے جس مقام پر اس نے مجھے بٹھا دیا ہے۔امام صاحب مجھے کہتے تھے کہ یہ رقم جمع نہیں ہونی آپ مجھے مہلت دیں میں دورے کروں گا اور یہ دس ہزار پاؤنڈ کی رقم جمع کروں گا۔ میں یہ سن کر ہنس پڑا میں نے انہیں کہا کہ میں ایک دن کی بھی مہلت نہیں دوں گا اور رقم جمع ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ مجھے کہے اور میں وہ بات آپ تک پہنچاؤں اور وہ کام نہ ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔جس دن میں وہاں سے چلا ہوں اس دن ان رقوم کو نکال کر جن کی اطلاع ہمیں مل چکی تھی کہ وہ مختلف شہروں سے چل پڑی ہیں دس ہزار چار سو پچاس کے لگ بھگ نقد اس مد میں جمع ہو چکے تھے اور اگر ان رقوم کو بھی ملا یا جائے جن کی اطلاع ہمیں مل چکی تھی تو پھر گیارہ ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ کی رقم عملاً جمع ہو چکی تھی اور میرا اندازہ ہے کہ ایک مہینے کے اندر وہ پندرہ ہزار سے اوپر نکل جائیں گے اور ادھر فضل عمر فاؤنڈیشن میں ۲۱ ہزار ٹوٹل اور وہ بھی تین سال کی بڑی کوششوں کے بعد اور ادھر چالیس ہزار اس وقت تک ہو گیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ پچاس ہزار تک پہنچ جاؤ میں بڑا خوش ہوں گا ممکن ہے پچاس ہزار سے بھی اوپر نکل جائیں مَیں نے انہیں یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کام کرو اور

میں اس کے مطابق کام کروں گا اب جماعت کو میں نے یہ نہیں کرنے دینا کہ وہ (افریقہ والے تو) کہیں کہ کام تیار ہے پیسے بھیجو اور میں کہوں کہ ہوں تو میں بڑا امیر لیکن میری دولت کا انحصار صرف وعدوں پر ہے میرے پاس وعدوں کے گٹھڑ جمع ہیں اور جب وہ پورے ہو جائیں گے تو میں تمہیں بھجوا دوں گا یہ تو نہیں ہوسکتا کام تو بہر حال ہونا ہے اور تم سے لینا ہے مثلاً انگلستان میں ہمارے بعض ڈاکٹر ہیں وہیں پریکٹس کررہے ہیں ان سے میں نے کہا دیکھو مجھے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے تم اخلاص سے اور محبت سے اور ہمدردی سے میری آواز پر لبیک کہو ڈاکٹر تو ویسے انشاء اللہ مجھے ضرور ملنے ہیں لیکن تم رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرو اگر خود نہیں کرو گے تو میں تمہیں حکم دوں گا اور میرا حکم بہرحال ماننا پڑے گا کیونکہ حکم عدولی تو وہی کرے گا جو احمدیت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو گا اور جو احمدیت سے نکل جائے اس کی نہ مجھے ضرورت ہے نہ میرے اللہ کو ضرورت ہے چنانچہ انہیں بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ امام رفیق کے پاس بنک کا مینیجر آیا ہوا تھا اسی اکاؤنٹ کے کھولنے کے سلسلہ میں بعض فارم پر کروانے ہوتے ہیں وہ مجھ سے بھی ملنے آیا تو میں نے اسے یہ واقعہ سنایا تو وہ بڑا خوش ہوا اور خوب ہنسا کہنے لگا یہ خوب ہے۔ رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرو یا پھر میں تمہیں حکم دوں گا جو تمہیں بہرحال ماننا پڑے گا پھر وہ کہنے لگا کہ کیا ان میں سے کسی نے رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کی ہیں؟ میں نے کہا ہاں جنہوں نے رضا کارانہ طور پر پیش کی ہیں انہیں ثواب بہرحال زیادہ ملے گا اس وقت حالت یہ ہے کہ اگر ہم ۳۰ میڈیکل سنٹر کھول دیں تو اس کا وہاں اچھا اثر پیدا ہوگا کہ ہم ایک ایک ملک میں ہر سال ایک ایک نیا ہائی سکول کھولتے چلے جائیں گے اس دورہ سے جماعت کو اور مجھے جو سب سے بڑا فائدہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے وہاں کے سارے حالات دیکھے اور اب میں علیٰ وجہ البصیرت کوئی کام کرسکتا ہوں پہلے تو میں رپورٹوں پر فیصلے کیا کرتا تھا اب میں ہر آدمی کو جانتا ہوں۔

ویسے اللہ تعالیٰ کے فضل کا یہ حال ہے کہ پچھلے جماعتی الیکشن پر ہمارے غانا کے پریذیڈنٹ صاحب کے دماغ میں یہ کیڑا پیدا ہوا اور انہوں نے یہ کہا کہ اگر مجھے دوبارہ منتخب نہ کیا گیا تو میں فساد پیدا کروں گا مجھے یہ اطلاع ملی تو میں نے ان کو تار دی کہ تم انتخاب نہ کرواؤ

میں خود انتظام کروں گا یہ دو مہینے پہلے کی بات تھی اب جب میں وہاں گیا تو ایک مجلس عاملہ اور دوسرے کرتا دھرتا افریقن بیٹھے ہوئے تھے میں نے باتوں باتوں میں ان کی طرف دیکھ کر یہ فقرہ کہا کہ میں نے Ex-president (سابق پریذیڈنٹ) کے لئے ایک تحفہ رکھا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے کان میں یہ بات پڑ جائے اور وہ ذہنی طور پر تیار ہو جائیں۔ سب نے یہ سنا اور سمجھ گئے پھر میں نے ایک دن مجلس عاملہ کی میٹنگ بلا کر کہا کہ دیکھو دنیا کی کوئی قوم اور کوئی جماعت ترقی نہیں کیا کرتی جب تک وہ اپنے سابق عہدیداروں کی عزت اور تعظیم نہ کرے مثلاً اگر ایک ملک ایسا ہو کہ وہ سیاسی طور پر سابق پریذیڈنٹ کو کتا کہنے لگ جائے تو جب چار پانچ کتے بن جائیں یعنی جب بھی وہ پریذیڈنسی سے ہٹیں گے وہ کتے کہلائیں گے اور جب وہ ہٹ جائیں گے وہ غیر ملک والے یہی سمجھیں گے کہ کتوں کی قوم ہے کتوں کو پریذیڈنٹ بناتی ہے۔ پس دنیا میں ترقی کرنے اور دنیا کے وقار اور عزت کو حاصل کرنے والی قوم کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو اہل ہو اس کو عہدیدار بنائیں اور جب یہ عہدیدار بدلے تو اسی طرح عزت وتکریم کریں جس طرح اس کی عہدیدار ہونے کی حیثیت میں کرتے تھے کسی عربی شاعر نے کہا کہ ہم سرداروں کی قوم ہیں اور میرے پیچھے سرداروں کا ایک Queue (کیو) لگا ہوا ہے جب ہماری قوم کا ایک سردار اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو پچھلا ایک قدم آگے بڑھ کر اس کی جگہ لے لیتا ہے اور وہ سردار بن جاتا ہے کیونکہ وہ سرداروں کی قوم ہے۔ جماعت احمدیہ بھی سرداروں کی قوم ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو سرداری کے لئے قیادت کے لئے دنیا میں پیدا کیا ہے نظام احمدیت میں ہر ایکس (یعنی سابق) اچھا ہے اگر اچھا نہیں تو تم جنہیں خدا نے کہا تھا کہ امانتیں اہل لوگوں کو سپرد کیا کرو تم نے کیوں نہ ایسا کیا اور اگر یہ امانت اہل کے سپرد کی تو پھر اس کی عزت اور تعظیم ضروری ہے۔ اس طرح جب میں ان کو سمجھا چکا تو پھر میں نے انہیں کہا کہ دو ماہ پہلے تمہارا انتخاب ہونا تھا مگر نہیں ہوا کیونکہ میں نے منع کر دیا تھا قانونی طور پر اس وقت جو عہدیدار ہیں وہ میرے ہی مقرر کردہ ہیں کیونکہ الیکشن تو نہیں ہوا اور اب میں ان کو بدلنا چاہتا ہوں اور میں مشورہ کے بعد سارے بدل دوں گا اور ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے کہا کہ یہ تمہارے سابق پریذیڈنٹ ہیں ان کی عزت کرنی ہے پھر جس طرح بچوں کو پیار کرتے ہیں اسی

طرح ان کو پیار دیا ایک تحفہ بھی دیا اور اس طرح ان کو خوشی خوشی علیحدہ کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو ان کے خلاف ایک مقدمہ چل رہا تھا۔ انہوں نے یہ نالائقی کی کہ مجھ سے دعا بھی نہیں کروائی شاید اللہ تعالیٰ انہیں کوئی دوسرا نشان دکھا دیتا۔ میں اس ملک سے دوسرے ملک چلا گیا اور ابھی پانچ دن نہیں گزرے تھے کہ مجھے اطلاع آئی کہ ان کو ایک سال کی قید ہوگئی ہے اور وہ جیل میں چلے گئے ہیں۔ میں بہت خوش ہوا میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس مقدمے کے فیصلے سے پانچ دن پہلے مجھ سے فیصلہ کروا دیا اور اس فیصلے کو روکے رکھا کہ دنیا یہ نہ کہے کہ جماعت احمدیہ کا پریذیڈیٹ قید میں گیا ہے اب وہ پریذیڈنٹ نہیں پریذیڈنٹ کے عہدے سے ہٹ گیا ہوا ہے اور وہاں کی جماعت نے اس کو محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ کی شان ظاہر ہوئی ہے اور بڑے خوش ہوئے کہ دیکھو حضرت صاحب نے فیصلہ کیا اور پانچ دن کے بعد وہ فیصلہ ہو گیا جو جماعت کی بدنامی کا باعث بن سکتا تھا پس یہ چھوٹی چیزیں اور بڑی چیزیں سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں اور میں نے وہاں اللہ تعالیٰ کے اتنے فضلوں کو دیکھا ہے کہ ”تھی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے“ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شعر کے مطابق ”ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی“ (درثمین صفحہ ۵۲) کیونکہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی گھڑی ایسی نہیں پائی جس میں اللہ تعالیٰ کا فضل نازل نہ ہوا اور کوئی گھڑی ایسی نہیں جس میں انسان پر یہ ذمہ داری نہ آتی ہو کہ وہ اس کے فضلوں کا منادی بنے اتنے فضل ہیں اتنے فضل ہیں کہ شمار نہیں کئے جا سکتے۔ آپ یہ سوچیں کہ سات ہزار میل کے فاصلے پر مغربی افریقہ کے ممالک ہیں جب انہوں نے محبت اور خوشی کے اظہار کئے تو میں نے بڑی استغفار کی، بڑی دعا کی ان لوگوں کے لئے، بڑا فکر اور غور کیا پھر مجھے مسئلہ سمجھ میں آ گیا وہاں پہنچنے کے چند دن بعد ایک دن کھڑا ہوا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ بے حد خوش نظر آتے ہیں اور آپ خوشی کے مستحق ہیں اس لئے آپ کو خوش ہونا چاہئے آپ اس لئے خوش ہیں کہ جماعت احمدیہ کی قریباً اسی سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے اور آپ لوگوں کی زندگیوں میں بھی یہ پہلا موقع ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ محبوب مہدی جو امت محمدیہ میں واحد و یکتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا کہ بے شمار فدائی تجھے دئے جائیں گے۔ اس وعدہ کے پورا ہونے پر اس امت مسلمہ میں

سے جو اتنی بڑی ہے کہ اس کا شمار نہیں صرف ایک کو چُنا اور اس کے متعلق فرمایا اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا۔ اپنا مہدی کہا اور صرف نہ اس ایک کے متعلق فرمایا کہ جب بھی وہ آئے تو جو بھی امت محمدیہ کے افراد اس زمانہ میں ہوں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ میری طرف سے اسے سلام پہنچائیں۔ بڑی قدردانی اور پیار کا اظہار ہے یہ اتنی قدر دانی ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں وہ محبوب اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس محبوب کا ایک خلیفہ تمہارے درمیان موجود ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ توفیق عطا کی ہے کہ تم اسے دیکھو تم اس سے باتیں کرو اور تم اس کی باتیں سنو تم اس کے وجود اور اس کے کلمات سے برکت حاصل کرو۔

خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ آج کا دن تمہارے خوش ہونے کا دن ہے میں نے انہیں کہا کہ تم بھی خوش اور میں بھی خوش۔ تم تو اس لئے خوش ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب روحانی فرزند کا ایک خلیفہ تم میں موجود ہے اور میں اس لئے خوش ہوں کہ آج سے اسّی سال قبل ایک یکا و تنہا آواز ایک Unknown (اَن نون) یعنی غیر معروف گاؤں سے اٹھی تھی جس کا مقصد اللہ کے حکم اللہ کی توحید کو قائم کرنا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو دنیا پر ظاہر کرنا تھا لیکن تھی وہ اکیلی آواز، مگر دنیا نے اسے نہیں پہچانا اور ساری دنیا اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اس آواز کو خاموش کرنے کے لئے اکٹھی ہوگئی مگر ساری دنیا کی ساری طاقتیں اس آواز کو خاموش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ تمہارے منہ سے جو درود نکل رہا ہے تمہارے چہروں پر جو محبت کی بشاشت ہے تم میں سے ہر ایک فرد دلیل ہے اس بات کی کہ وہ اکیلی آواز ایک سچے اور صادق کی آواز تھی جھوٹے کی آواز نہیں تھی اور جب میں یہ دیکھتا ہوں تو میں بھی خوش ہوں تم اپنی جگہ پر خوش ہو کہ تم نے مجھے دیکھا اور میں اپنی جگہ پر خوش کہ میں نے تمہیں دیکھا۔ سات ہزار میل دور نہ کبھی تم وہاں گئے نہ دیکھا مگر اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے تمہارے دلوں کو بدل دیا اور تمہارے دلوں میں اس محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو پیدا کر دیا وہ آواز جس کو خاموش کرنے کے لئے ساری دنیا کی طاقتیں مسلمان بھی عیسائی بھی، ہندو بھی، یہودی بھی اور بدھ بھی غرض ساری طاقتیں اکٹھی ہوگئی تھیں اور یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اس آواز کو خاموش کر دیں گے مگر خدا نے کہا کہ یہ دنیا تو کیا اس قسم کی

ہزاروں دنیا اور ہزاروں دنیا کی سب طاقتیں آ جائیں تب بھی یہ آواز خاموش نہیں کی جا سکے گی کیونکہ یہ میری آواز ہے یہ اس بندے کی آواز نہیں اور تم دلیل ہو اس بات کی کہ وہ سچا تھا ورنہ یہاں نہ وہ جماعتیں پیدا ہو سکتیں جو ہو گئیں نہ ہی ان دلوں میں وہ محبت پیدا ہو سکتی جو پیدا ہوئی نہ میں اس پیار کو دیکھ سکتا جو تمہارے چہروں پر مجھے نظر آ رہا ہے پس وہ بھی خوش تھے اور میں بھی خوش تھا آپ بھی خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ میں نے شروع میں یہ فقرہ کہا تھا کہ میں ان کے لئے محبت اور پیار اور ہمدردی اور غمخواری اور اسلامی مساوات کا پیغام لے کر گیا تھا اور آپ کے پاس جب آیا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے منادی کی حیثیت سے واپس آیا ہوں اتنے فضل کہ آپ ان کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

گرمی بھی بڑی ہے مجھے بھی لگ رہی ہے آپ کو بھی لگ رہی ہے اور شاید آپ میں سے چند میرے ساتھی ہونگے جیسا کہ میری عادت ہے کہ میں جمعہ کی نماز سے پہلے کھانا نہیں کھایا کرتا اسلئے میں بغیر کھانا کھائے آیا ہوں پس بھوکا بھی ہوں اور گرمی کا بیمار بھی ہوں لیکن کہنے کو جتنا میرا دل کرتا ہے کہوں گا اور میں دس منٹ اور بولوں گا انشاء اللہ۔

غرض اللہ تعالیٰ کے فضل ہر رنگ میں ظاہر ہوئے ایک مثال دیتا ہوں ہم سیرالیون میں اترے تو اللہ تعالیٰ کے پیار کا یہ جلوہ نظر آیا کہ جماعت کے علم کے بغیر ریڈیو والوں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ لاج تک پہنچنے تک آنکھوں دیکھا حال براڈ کاسٹ کریں گے (ہمیں لاج تک جہاں ہم نے رہائش رکھنی تھی پہنچنے میں ڈیڑھ گھنٹہ لگا) اس وقت ریڈیو پر رننگ کمینٹری جسے آنکھوں دیکھا حال کہتے ہیں شروع ہوئی اور وہ لگاتار ڈیڑھ گھنٹے تک یہ آنکھوں دیکھا حال براڈ کاسٹ کرتا رہا اب یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہر آدمی نے یہ پروگرام سنا سارے لوگ پہچاننے لگ گئے تھے مگر اب وہ عزت اور عظمت کے جلوے کے ساتھ پہچانتے تھے فوجی افسر جب گزرتے تھے تو وہ باقاعدہ سلوٹ کرتے تھے میں نے سوچا کہ اس میں میری ذاتی کیا عزت ہے اور نہ مجھے اس کی خواہش اور نہ ضرورت۔ میجر جنرل یا کمانڈر انچیف مجھے سلام کرے تو اس میں ذاتی طور پر کیا عزت یہ اس خدا کی عزت کا اظہار ہے جس نے اس اکیلے (مہدی معہود علیہ السلام) کو کہا تھا میں تیرے ساتھ ہوں تو دنیا کی پروا نہ کر اور پھر اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ

واقعی مسیح موعود اور مہدی معہود کے ساتھ تھا، دنیا کی قطعاً پرواہ نہیں کی بے خوف ہوکر بولے بھی تقریریں بھی کیں باتیں بھی کیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ان عزتوں کو قبول کیا ورنہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزتیں چاہئیں، دنیا کی عزتیں ہیں کیا چیز؟ ایک عارف انسان کی نظر میں دنیا کی عزتوں کی تو ایک ذرہ کے برابر بھی حیثیت نہیں لیکن خدا تعالیٰ کی شان کا مظاہرہ تھا اس کی قدرت اور پیار کے جلوے نظر کے سامنے تھے عیسائی ہمیں دیکھ کر ناچ رہے ہیں مسلمان جو ہیں (میں نام نہیں لوں گا) ان کی اور ہی کیفیت تھی وہ اپنی مشکلات بیان کر کے دعا کی درخواست کرتے وقت اچھے خاصے پڑھے لکھے ہونے کے باوجود زار و قطار رو بھی رہے ہیں اور ساتھ ہی اپنی درخواست بھی پیش کر رہے ہیں یہ بھی نظارے ہم نے دیکھے بہتوں کے لئے دعائیں کیں اور بعض وہیں پوری بھی ہوگئیں وہاں ایک بہن ملیں اس وقت مجھے یاد نہیں آ رہا غالباً بو (Bo) میں تھیں منصورہ بیگم سے جب ملاقات کے لئے آتی تھی چمٹی رہتی تھی اس کا قصہ یہ تھا کہ پورے ۳۹ سال ان کی شادی کو ہوگئے تھے اور کوئی بچہ نہیں تھا (اس وقت صحیح یاد نہیں منصورہ بیگم کہتی ہیں کوئی بچہ نہیں تھا میرا خیال ہے کہ کوئی لڑکا نہیں تھا) بہرحال جو بھی تھا ۳۹ سال ہوئے تھے شادی ہوئے مگر لڑکا کوئی نہ تھا یا اس کا بچہ ہی کوئی نہ تھا اور پھر اس نے خلافت ثالثہ کے شروع زمانہ میں (پہلے وہ سستی کرتی تھی ورنہ یہ نعمت شاید اسے بہت پہلے مل جاتی) لکھنا شروع کیا اور شادی کے ۴۰ سال بعد اللہ تعالیٰ نے اسے لڑکا عطا کیا چنانچہ وہ کوئی ۳ سال کے قریب کا بچہ تھا وہ اسے لے کر آتی تھی اور مزید دعا کے لئے کہتی تھی شادی کے چالیس سال کے بعد جبکہ اس کی عمر ۵۰، ۶۰ سال کے قریب تھی بچہ پیدا ہوا اگر پندرہ سال کی عمر میں بیاہی گئی تو تب بھی اسکی عمر ۵۵ سال کی ہوگی اور اگر ۱۲ سال میں بیاہی گئی تو ۵۲ سال کی عمر ہوگی پورے ۴۰ سال کی محرومی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد عطا فرمائی اس قسم کے معجزے پہلوں نے بھی دیکھے اور اس وقت بھی اللہ تعالیٰ اپنی بے حد شان دکھا رہا ہے مسلمان ممالک میں بھی عیسائیت قابض ہے کیونکہ مسلمان پڑھے لکھے نہیں نوے فیصد عیسائی کام کرنے والے ہیں اور عیسائیت کے خلاف ہماری مہم اور عیسائیت کے خلاف میرے نعرے لیکن تعاون کا یہ حال کہ صبح سات بجے کی خبروں میں (یہاں بھی قریباً سات بجے صبح خبریں آتی ہیں) اس میں رات دس بجے اور

صبح سات بجے کی خبر کے درمیان جو میرا پروگرام تھا اس کے متعلق خبر پھر سات کے بعد ایک بجے کے درمیان کے جو پروگرام تھے ان کی خبر پھر ایک بجے اور پانچ بجے کے درمیان جو واقعات ہوئے پانچ بجے کی خبروں میں ان کے متعلق خبر اور پھر پانچ اور رات کے نو بجے کے درمیان واقعات ہوئے رات کے نو بجے کی خبروں میں ان کے متعلق خبر نشر ہوئی تھی یوں کہنا چاہئے کہ ایک نمائندہ قریباً ۲۴ گھنٹے ساتھ لگا رہتا تھا پھر آپس میں جو باتیں کر رہے ہیں ان کے ریکارڈ کرنے کے لئے مائیک سامنے آجاتا تھا۔ بو(Bo) میں جو فری ٹاؤن سے ۱۷۰ میل ہے ریڈیو کی ایک نمائندہ ہر وقت باہر بیٹھی رہتی تھی جوں ہی میں باہر نکلا اس نے ٹیپ ریکارڈر آن کیا اور پاس آ گئی اور پھر وہ نیوز بلیٹن سے پہلے خبریں بجھواتی تھی ایک دو فقرے نہیں بلکہ بعض دفعہ پندرہ منٹ کی خبروں میں پانچ پانچ منٹ تک ہمارے متعلق خبریں ہوتی تھیں کہ فلاں جگہ گئے یہ ہوا فلاں سے باتیں کیں مسجد کا بنیادی پتھر رکھا یا لڑکوں کو مخاطب کیا اور اس میں یہ یہ ان کو کہا علاوہ اس امید کے پیغام کے جس کا میں ذکر کر چکا ہوں میں ان کو مایوسی کے دور کرنیوالا پیغام بھی دیا کرتا تھا۔ کیونکہ بڑا ظلم ہوا ہے ان پر ایک طبقہ میں مایوسی بھی پائی جاتی تھی پس اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی توفیق دی کہ میں ان کی مایوسیوں کی دور کروں اور امیدوں کو ابھاروں تا کہ آئندہ نسلیں مسرت کی زندگی گزار سکیں ہماری دعا ہے کہ وہ دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے بہتر زندگی گزار سکیں۔ جس نمائندہ عورت کا میں ذکر کر رہا ہوں اس نے دیکھا کہ میں نے سکول میں ایک لڑکے کو اپنی جیب سے دو پاؤنڈ نکال کر دیئے علاوہ اس انعام کے جو اسے سکول کی طرف سے ملنے والا تھا بعد میں وہ ہمارے پرنسپل سے کہنے لگی کہ یہ بچہ ہے اس نے یہ پاؤنڈ خرچ کر دینے ہیں اور یہ بڑا ظلم ہوگا اس لئے تم اسے کہو کہ ایک پاؤنڈ میرے پاس بیچ دے کیونکہ میں اسے خرید کر تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں پرنسپل نے مجھے بتایا میں نے کہا اس بچے کو محروم نہ کریں میں اسے ایک پاؤنڈ دے دیتا ہوں چنانچہ میں نے دستخط کر کے ایک پاؤنڈ اسے دے دیا پھر اس نے منصورہ بیگم سے کہا کہ ہمارا آدھا خاندان مسلمان ہے آدھا عیسائی ہے انہوں نے مجھ سے ذکر کیا میں نے اسے تبلیغ کی اور اسے بتایا کہ عیسائیت یہاں یہ دعویٰ لے کر آئی تھی کہ مسیحیت کے پاس محبت کا پیغام ہے مگر وہ ناکام ہوئی اور عیسائی اقوام نے تم پر

ظلم ڈھائے اب ہم آئے ہیں قریباً پچاس سال سے تمہارے ملک میں کام کر رہے ہیں اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہو کہ سوائے ہمدردی اور مساوات اور اخوت کے اور کوئی جذبہ ہمارے دلوں میں نہیں ہے یہ لو بیعت فارم تم اسے پڑھو اور اللہ کے حضور دعا کرو میں نے اسے یہ نہیں کہا کہ ابھی احمدی ہو جاؤ کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے جب تک دل نہیں مانے گا تمہارے احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے حضور تم دعا کرو اگر احمدیت یعنی اسلام سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اگر تمہارے اوپر روشنی ظاہر ہو جائے تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ پھر کسی سے نہ ڈرنا اپنے باپ سے بھی نہ ڈرنا اور سچائی کو قبول کر لینا اس کی طبیعت پر یہ اثر تھا کہ چلتے وقت اس نے منصورہ بیگم سے کم از کم آٹھ دس دفعہ کہا کہ حضرت صاحب سے میرے لئے دعا کی درخواست کرتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صداقت کو قبول کرنے کی توفیق دے آپ بھی دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل جس قوم پر نازل ہو رہے ہوں اس پر بڑی بھاری ذمہ داریاں عائد کرتے چلے جاتے ہیں میری طبیعت پر اثر ہے اور میرے دل میں بڑی شدت سے یہ بات ڈالی گئی ہے کہ آئندہ ۲۳-۲۵ سال احمدیت کے لئے بڑے اہم ہیں کل کا اخبار آپ نے دیکھا ہوگا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۵ء میں کہا تھا کہ اگلے بیس سال احمدیت کی پیدائش کے ہیں اس واسطے چوکس اور بیدار رہو بعض دفعہ غفلتوں کے نتیجہ میں پیدائش کے وقت بچہ وفات پا جاتا ہے میں خوش ہوں اور آپ کو بھی یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ وہ بچہ ۱۹۶۵ء میں بخیر وعافیت زندہ پیدا ہو گیا جیسا کہ آپ نے کہا تھا کہ میرے دل میں یہ ڈالا گیا ہے کہ وہ بچہ خیریت کے ساتھ، پوری صحت کے ساتھ اور پوری توانائی کے ساتھ ۱۹۶۵ء میں پیدا ہو چکا ہے۔ اب ۱۹۶۵ء سے ایک دوسرا دور شروع ہو گیا اور یہ دور خوشیوں کے ساتھ قربانیاں دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کا ہے۔ اگلے ۲۳ سال کے اندر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہونے والا ہے یا دنیا ہلاک ہو جائے گی یا اپنے خدا کو پہچان لے گی یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے میرا کام دنیا کو انذار کرنا ہے اور وہ میں کرتا چلا آ رہا ہوں آپ کا کام انذار کرنا اور میرے ساتھ مل کر دعائیں کرنا ہے تا کہ دنیا اپنے رب کو پہچان

لے اور تباہی سے محفوظ ہو جائے۔

اب جیسا کہ میں نے انگلستان میں اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ مجھے یہ فکر نہیں ہے پیسہ کہاں سے آئے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے شروع خلافت میں مجھے یہ بتایا تھا ’’تینوں اینا دیاں گا کہ تو رج جاویں گا‘‘ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ دو گھنٹے میں ۲۷-۲۸ ہزار پاؤنڈ کے وعدے ہو گئے اور یہ بغیر کوشش کے ہوئے میں نے صرف یہ کہا تھا کہ میرے جانے سے پہلے پہلے دس ہزار پاؤنڈ کی رقم اس مد میں ضرور ہونی چاہئے۔ عہدیدار مایوس تھے لیکن میں ایک سیکنڈ کے لئے مایوس نہیں ہوا مجھے پتہ تھا کہ میرے خدا نے کہا ہے کام کرو اگر میرے پاس ایک لاکھ پاؤنڈ ہوتا اور میرا رب مجھ سے کہتا کہ کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ خرچ کر دو تو میں اپنا لاکھ پاؤنڈ خرچ کر کے آپ کے پاس آتا کہ میرے پاس جو تھا وہ میں نے خرچ کر دیا اور یہ کم سے کم لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اس کا پہلا مخاطب ہوں مجھے کام کر دینا چاہئے۔ اب جب مجھے اس نے کہا کہ کم سے کم اتنا خرچ کرو تو مجھے پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پیاری جماعت کی انگلی میرے ہاتھ میں دی ہے میں اس سے یہ کہوں گا اور وہ یہ کام کریں گے اللہ تعالیٰ جتنی مجھے توفیق دے گا میں بھی اس میں حصہ دونگا لیکن میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔

پاکستان کے لئے میں نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ایک سکیم بنائی ہے لیکن اس سے پہلے میں اس کی تمہید بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پاکستان میں فارن ایکسچینج کی تنگی رہتی ہے اور ہمیں باہر بھیجنے کے لئے روپیہ نہیں ملتا۔ ہم قانون کی پابندی کرنے والے ہیں۔ کوپن ہیگن کی مسجد کے لئے ہماری بہنوں نے جو چندہ دیا تھا وہ رقم ابھی تک یہاں پڑی ہے اس کا فارن ایکسچینج نہیں ملا پس باوجود اس کے کہ ہمیں اس وقت باہر روپیہ بھجوانے کی اجازت نہیں ملے گی پھر بھی میں اپیل کروں گا اور آپ قربانی دیں گے انشاء اللہ اور یہ اسلئے کہ وہ خدا جو ہمیں قربانیاں پیش کرنے کے لئے کہتا ہے وہ ہمیں قربانیاں پیش کرنے کی توفیق بھی عطا فرماتا ہے جس خدا نے میرے دل میں بڑی شدّت کے ساتھ یہ ڈالا ہے اور فرمایا ہے کہ تو میرے لئے میری عظمت کے قیام کے لئے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار دلوں میں قائم کرنے کے لئے اس جماعت سے قربانیاں مانگ وہ دے گی۔ ہمیں یہاں قربانیاں دینی

پڑیں گی وہ خدا ایسے سامان پیدا کردے گا روپیہ باہر بھجوانے کے لئے انشاء اللہ سہولتیں پیدا ہو جائیں گی۔ یہی حکومت جو آج فارن ایکسچینج نہیں دے رہی کل کو دینے لگ جائے گی حالات بدل جاتے ہیں ایک رات میں بدل جاتے ہیں لیکن جس صبح میں یہ دیکھوں کہ حالات بدل گئے اور آج میں رقم باہر بھیج سکتا ہوں وہ صبح ایسی نہیں ہونی چاہئے کہ میرے پاس رقم موجود نہ ہو (یہ نہیں کہ میں اعلان کروں اور رقموں کی وصولی کا انتظار کروں) میرے پاس خزانے میں رقم موجود ہونی چاہئے اور جس صبح کو میں یہ پاؤں کہ آج سورج ایسے حالات میں طلوع ہوا ہے کہ ہمارے لئے روپیہ باہر بھجوانے کی سہولت ہے تو قبل اس کے دفاتر بند ہوں روپیہ باہر چلا جائے جیسا کہ میں نے وہاں انگلستان میں کیا کیونکہ اس وقت چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت آ گیا ہے پھر یہ کہ ہم نے بہت سے کام کرنے ہیں مثلاً افریقہ کے لئے کتابیں شائع کرنا ہے کتابوں کے سلسلہ میں تو بعض ایسی چیزیں ہیں کہ ان کا میں آپ کے سامنے ذکر نہیں کرسکتا کیونکہ ممکن ہے کہ غیر مسلم ہوشیار ہو جائیں اور خرابی پیدا کرنے کی کوشش کریں غیر مسلم کا فقرہ میں نے جان کر کہا ہے میں غیر احمدی نہیں کہہ رہا وہ ایسا نہیں کرینگے۔ لیکن وہ چیز جو غیر مسلم کے خلاف بہت سخت جاتی ہے وہ کتابوں کے ذریعہ ہوسکتی ہے اور کتابیں ہم نے یہاں شائع کرنی ہیں اور اس پر خرچ ہوگا اور دوسرے کام ہیں جب اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرے گا ہم فوراً رقم باہر بھجوا دیں گے۔

پاکستان کے (احباب جماعت کے) لئے میں نے یہاں مسجد میں مغرب کے بعد بات کی تھی۔ اس وقت مجھے ایک بات کے متعلق شبہ تھا اب میں وہ پوری سکیم بیان کر دیتا ہوں الفضل والے ابھی نوٹ کریں اور دکھا کر کل صبح کے اخبار میں آ جائے مجھے پاکستان کے دوسو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچ ہزار روپیہ فی کس دیں جس میں سے ہر وعدہ کنندہ دو ہزار روپے فوری طور پر (جس کے معنے ہیں اگلے نومبر تک) ادا کردے۔ اسکو میں فوری کہتا ہوں کیونکہ میری آواز ہر ایک کے کانوں تک پہنچنے میں وقت لگے گا پھر تیاری کرنا ہے کسی کے پاس رقم نہیں ہوتی، کسی نے روپے وصول کرنے ہوتے ہیں بہر حال فوری سے میری مراد نومبر ہے اور اس طرف بھی بعض دوستوں نے توجہ دلائی تھی کہ زمینداروں کو نومبر میں ادا کرنے کی سہولت

ہوگی اسلئے دو ایک ماہ بڑھا کر فوری کی یہ مہلت نومبر تک بڑھا دی ہے پس پانچ ہزار میں سے دو ہزار روپے نومبر تک مل جانے چاہئیں اور بقیہ تین ہزار اپنی سہولت کے ساتھ تین سال میں ادا کریں لیکن یہ دو ہزار روپے نومبر سے پہلے ملنا چاہئے ان دو سو مخلصین کے علاوہ مجھے دو سو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو دو ہزار فی وعدہ کریں۔ اس میں سے ایک ہزار فوری (اس معنے میں) اور بقیہ ایک ہزار تین سال میں بسہولت ادا کریں اس کے علاوہ مجھے کم از کم ایک ہزار ایسے مخلصین کی ضرورت ہے (خدا کرے کہ ان کی تعداد دو ہزار سے بھی بڑھ جائے) جو -/۵۰۰ روپے اس مد میں دینے کا وعدہ کریں جس میں سے -/۲۰۰ روپے فوری دیں اور بقیہ -/۳۰۰ روپے جب چاہیں اپنی سہولت کے ساتھ اگلے تین سال کے اندر ادا کر دیں۔ اور ان چودہ سو مخلصین کے علاوہ جو دوست -/۵۰۰ سے کم رقم دینا چاہتے ہیں ہم نے ان کے وعدے نہیں لینے بلکہ وہ اس مد میں (جو کھل چکی ہے) خزانہ میں جمع کروائیں اور رسید لے لیں اور مجھے اطلاع کر دیں میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرمائے لیکن اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع نہ کریں مثلاً اگر وہ اپنی رقم غلط جگہ بھیج دیں گے تو اس دفتر کا وقت ضائع ہوگا ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کی مد ربوہ کے خزانہ میں قائم ہو چکی ہے وہاں رقم جمع کروائیں اور ان سے رسید لے لیں اور مجھے اطلاع کر دیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے لئے خاص طور پر دعا کروں گا لیکن -/۵۰۰ سے کم رقم دینے والوں سے وعدہ نہیں لیا جائے گا دوست جتنا دینا چاہتے ہیں وہ نقد خزانہ میں جمع کروا دیں پھر اللہ تعالیٰ اور توفیق دے تو اور رقم بھی جمع کروا دیں البتہ ہم وعدہ کے رجسٹر میں ان کا نام نہیں لکھیں گے۔ رجسٹر صرف ان کا بنے گا جو -/۵۰۰ یا اس سے زائد رقم کا وعدہ کریں گے۔

اب ایک صف تو ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' میں پانچ ہزار روپے یا اس سے زائد دینے والوں کی ہوگی کیونکہ اس میں یہ شرط تو نہیں کہ پانچ ہزار سے زائد نہیں دینے اگر کسی کو اللہ تعالیٰ پانچ لاکھ کی توفیق دیتا ہے تو اسے پانچ لاکھ کی رقم پیش کر دینی چاہئے۔ غرض پانچ ہزار یا اس سے زائد دینے والوں کی صف اوّل، دو ہزار یا دو ہزار سے زائد پانچ ہزار تک یا ۴۹۹۹ روپے تک دینا چاہتے ہیں ان کی صف نمبر ۲ اور جو پانچ سو سے زائد یعنی ۱۹۹۹ روپے تک دینا چاہتے

ہیں ان کی صف نمبر۳ ہوگی جو زائد رقم ہوگی اس کا بھی ۳/۲ حصہ نقد دینا پڑے گا۔ ’’پنج دووَنجی‘‘ زمیندار دوست سمجھ جاتے ہیں کہ پنج دووَنجی میں سے دو دونجی فوری طور پر اور تین بعد میں لیکن صف چہارم وہ ہوگی جو وعدہ کے کاغذوں میں Exist (اگزسٹ) نہیں کرے گی لیکن خزانہ کے اموال میں وہ موجود ہوگی یعنی جس کو پانچ روپے کی یا، دس روپے کی، یا چار سو روپے کی، یا ساڑھے چار سو روپے کی توفیق ہے وہ اسے خزانہ میں داخل کروائے وہاں سے رسید لے اور دعائیں کرے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مجھے بھی ضرور اطلاع دے میں ایک غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں بعض لوگوں کا یہ بڑا اچھا جذبہ ہے کہ وہ قربانی دیتے ہیں مگر ’’کسی‘‘ کو خبر نہیں ہونے دیتے۔ خلیفہ وقت ’’کسی‘‘ نہیں ہوا کرتا کیونکہ اس سے آپ نے دعائیں لینی ہیں اس سے برکتیں حاصل کرنی ہیں جن کی فطرتیں ایسی ہیں جو بڑی پیاری فطرتیں ہیں وہ کسی کو نہ بتائیں خزانہ میں جمع کروائیں لیکن مجھے ضرور بتائیں تا کہ میں ان کا نام لیکر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ طور پر جھکوں اور ان کے لئے دعائیں کروں۔ میں تو ’’کسی‘‘ ہوں ہی نہیں۔ میں تو آپ کے وجود کا حصہ ہوں پس مجھے ضرور اطلاع دیں۔ وہ دوست جو زیادہ رقم دینے والے ہیں یعنی پانچ سو سے دو ہزار تک، دو ہزار سے پانچ ہزار تک اور پانچ ہزار سے اوپر جہاں تک مرضی ہو ان کے نام ہمیں بہرحال لکھنے پڑیں گے اور ان کو یاد دہانیاں بھی کروائی جائیں گی انگلستان سے میں ان سب دوستوں کے نام اور پتے لے آیا ہوں جنہوں نے اس فنڈ کے لئے وعدے کئے ہیں میرے ذہن میں یہ ہے کہ آج سے چھ ماہ کے بعد بطور reminder (ریمائنڈر) ہر ایک کو ایک عام خط لکھوں گا اور پھر چھ ماہ کے بعد دوسرا خط لکھوں گا کہ یا تو فوری ادا کرو یا اگلا سال آ رہا ہے نصف دوسرے سال میں جو باقی رہ گیا یہ وہ ادا کرو۔ پس انشاء اللہ وہ ضرور دیں گے میں نے شروع میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہا ہے کہ میرے نام پر قربانیاں لیتا جا اور جماعت وہ قربانیاں دیتی چلی جائے گی میرا کام ہے کہ میں سوچوں اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اپنا ہر منصوبہ بناؤں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے سپین کے متعلق میں نے ابھی کوئی منصوبہ نہیں بنایا کیونکہ اگر میں صحیح سمجھا ہوں اللہ تعالیٰ کا منشاء بھی یہی ہے میں بہت پریشان تھا سات سو سال تک وہاں

مسلمانوں کی حکومت رہی ہے اس وقت کے بعض غلط کار علماء کی سازشوں کے نتیجہ میں وہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی وہاں کوئی مسلمان نہیں رہا ہم نے نئے سرے سے تبلیغ شروع کی چنانچہ اس ملک کے چند باشندے احمدی مسلمان ہوئے وہاں جا کر شدید ذہنی تکلیف ہوئی۔ غرناطہ جو بڑے لمبے عرصہ تک دارالخلافہ رہا جہاں کئی لائبریریاں تھیں، یونیورسٹی تھی جس میں بڑے بڑے پادری اور بشپ مسلمان استادوں کی شاگردی اختیار کرتے تھے، مسلمان وہاں سے مٹا دیئے گئے غرض اسلام کی ساری شان وشوکت مادی بھی اور روحانی بھی اور اخلاقی بھی مٹا دی گئی ہے طبیعت میں اس قدر پریشانی تھی کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے غرناطہ جاتے وقت میرے دل میں آیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ یہاں کے درودیوار سے درود کی آوازیں اٹھتی تھیں آج یہ لوگ گالیاں دے رہے ہیں طبیعت میں بڑا تکدّر پیدا ہوا چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ جس حد تک کثرت سے درود پڑھ سکوں گا پڑھوں گا تاکہ کچھ تو کفارہ ہوجائے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجھے بتائے بغیر میری زبان کے الفاظ بدل دیئے گھنٹے دو گھنٹے کے بعد اچانک جب میں نے اپنے الفاظ پر غور کیا تو میں اس وقت درود نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ اس کی جگہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ پڑھ رہا تھا یعنی توحید کے کلمات میری زبان سے نکل رہے تھے تب میں نے سوچا کہ اصل تو توحید ہی ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی قیام توحید کے لئے تھی میں نے فیصلہ تو درست کیا تھا یعنی یہ کہ مجھے کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں لیکن الفاظ خود منتخب کر لئے تھے۔ درود سے یہ کلمہ کہ اللہ ایک ہے زیادہ مقدّم ہے چنانچہ میں بڑا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی میری زبان کے رخ کو بدل دیا۔ ہم غرناطہ میں دو راتیں رہے دوسری رات تو میری یہ حالت تھی کہ دس منٹ تک میری آنکھ لگ جاتی پھر کھل جاتی اور میں دعا میں مشغول ہو جاتا ساری رات میں سو نہیں سکا ساری رات اسی سوچ میں گزر گئی کہ ہمارے پاس مال نہیں یہ بڑی طاقتور قومیں ہیں مادی لحاظ سے بہت آگے نکل چکی ہیں ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں وسائل نہیں ہیں ہم انہیں کس طرح مسلمان کریں گے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو یہ مقصد ہے کہ تمام اقوامِ عالم حلقہ بگوشِ اسلام ہوکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادم بن جائیں گی یہ بھی اقوامِ عالم میں سے ہیں یہ کس طرح اسلام لائیں گی اور یہ کیسے ہوگا؟ غرض اس قسم کی دعائیں ذہن میں آتی

تھیں اور ساری رات میرا یہی حال رہا چند منٹ کے لئے سوتا تھا پھر جاگتا تھا پھر چند منٹ کے لئے سوتا تھا۔ایک کرب کی حالت میں میں نے رات گزاری وہاں دن بڑی جلدی چڑھ جاتا ہے میرے خیال میں تین یا ساڑھے تین بجے کا وقت ہوگا میں صبح کی نماز پڑھ کر لیٹا تو یکدم میرے پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی اور قرآن کریم کی یہ آیت میری زبان پر جاری ہوگئی:-

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا○　(الطّلاق:۴)

اس بات کا بھی جواب آ گیا کہ ذرائع نہیں کام کیسے ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھو اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھتا ہے اسے دوسرے ذرائع کی ضرورت ہی نہیں رہتی وہ اس کے لئے کافی ہے۔اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ اللہ تعالیٰ جو اپنا مقصد بناتا ہے اسے ضرور پورا کرکے چھوڑتا ہے اس لئے تمہیں یہ خیال نہیں آنا چاہئے، یہ خوف نہیں پیدا ہونا چاہئے کہ یہ نہیں ہوسکتا یہ ہوگا اور ضرور ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ تمام اقوامِ عالم کو وحدتِ اسلامی کے اندر جکڑ دیا جائے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں لاکر کھڑا کردیا جائے۔

دوسرا یہ خیال تھا کہ اور اس کے لئے میں دعا بھی کرتا تھا کہ خدایا یہ ہوگا کب؟ اِس کا جواب بھی مجھے مل گیا ”قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا“ (الطّلاق:۴) اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور تخمینہ مقرر کیا ہوا ہے جس وقت وہ وقت آئے گا ہو جائے گا تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں مادی ذرائع اگر نہیں ہیں تو فکر نہ کرو اللہ کافی ہے وہ ہو کر رہے گا چنانچہ میرے دل میں بڑی تسلی پیدا ہوگئی اس کے متعلق میں نے آپ کے سامنے کوئی سکیم نہیں رکھی کیونکہ ابھی وہاں کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کا منشاء معلوم نہیں ہوا البتہ سپین کے متعلق میں ایک کوشش کر رہا ہوں جس کو ظاہر کرنا اس وقت مناسب نہیں لیکن جس کے لئے دعا کرنا آج ہی ضروری ہے اسلئے بڑی کثرت سے یہ دعا کریں کہ جس مقصد کے لئے میں سپین گیا تھا اور جس کے پورا ہونے کے بظاہر آثار پیدا ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے ہمارا کام کردے کیونکہ ہم کمزور اور عاجز بندے ہیں پھر وہ دن ساری امت مسلمہ کے لئے بڑی خوشی کا دن

ہوگا بعض اس کو پہچانیں گے اور خوش ہوں گے بعض نہیں پہچانیں گے اور خوش نہیں ہوں گے یہ ان کی بدقسمتی ہوگی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دن ساری امتِ مسلمہ کے لئے خوشی کا دن ہوگا۔

میں نے مغربی افریقہ کے ممالک جہاں مسلمانوں کی بڑی بھاری اکثریت ہے ان میں سے بعض کے سفراء سے یہ کہہ دیا تھا کہ میرا ایک مشن ہے جس کے لئے میں سپین جارہا ہوں اور تم دعا کرو اور اس سے اصل مقصد میرا یہ تھا کہ میں دعا کے لئے کہوں گا ان کے دل بھی احمدیت کی کوششوں کے بارے میں ایک دلچسپی اور پیار پیدا ہوگا چنانچہ وہ اتنے خوش ہوئے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے اور انہوں نے بڑی دعائیں دیں بلکہ ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ مسٹر گرنیکو کو کہہ دینا کہ میرے چچا نے سپین کی اس وقت مدد کی تھی جب کہ انہیں مدد کی ضرورت تھی۔ اگر وہ آپ کا یہ کام کر دیں تو میرا چچا بھی بہت خوش ہوگا غرض انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا لیکن میں نے نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ پر میرا توکل ہے اور وہ پورا کرے گا انشاء اللہ خدا کرے کہ وہ وقت مقدر جلد آجائے اور ہمارے لئے آج ہی وہ خوشیوں کے دن کی ابتداء بن جائے۔

بو(Bo) میں بھی گرمی میں مجھے سفر کے بعد بڑی کوفت کے باوجود کوئی اڑھائی ہزار احباب سے مصافحے کرنے پڑے تھے مجھے شبہ تھا کہ میں بے ہوش ہوکر نہ گر جاؤں جب یہ کیفیت پیدا ہوئی تو میں نے پانی مانگا اور پھر میں نے ان سے کہا مجھے پانی پلاتے جاؤ یا شاید ڈاکٹر صاحب تھے ان کو خیال آیا غرض تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دوست مجھے پانی پلا دیتے تھے اور میں پھر وہ سلسلہ شروع کر دیتا یہاں بھی میں یہی کر رہا ہوں۔

آج کے خطبہ میں مَیں نے بعض اصولی اور بنیادی باتوں کا ذکر کیا ہے افریقہ میں اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے وقت مجھے ان کی یہ کیفیت بڑی پیاری لگی کہ مذہب دل کا معاملہ ہے۔ مذہب کے معاملہ میں لڑائی بالکل احمقانہ بات ہے چنانچہ وہ آپس میں بالکل نہیں لڑتے نہ عیسائی مسلمانوں سے اور نہ مسلمان عیسائیوں سے بلکہ امن سے وہ رہ رہے ہیں وہ آپس میں تبادلہ خیالات کرتے ہیں دلائل دیتے ہیں، ایسے دلائل کہ ان کو سن کر یہاں شاید لوگ ایک دوسرے کا سر پھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں مگر وہ بشاشت سے ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جس کے دل کی کھڑکیاں کھول دے وہ اسلام لے آئے وہ اور بات ہے لیکن

ان کو یہ پتہ ہے کہ مذہب بہر حال دل کا معاملہ ہے اسے سر پھوڑ کر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ آپ یہ بھی دعا کریں کہ جن ملکوں میں یہ ذہنیت نہیں اللہ تعالیٰ ان ملکوں میں بھی یہ ذہنیت پیدا کر دے اور ان کو بھی سمجھ آ جائے میں تو بڑی تحدّی کے ساتھ یہ بات کیا کرتا ہوں اور مخالفِ اسلام کو شرمندہ کر دیتا ہوں۔ ہوائی جہاز میں دو امریکن بیٹھے ہوئے تھے ہم ۳۵ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہے تھے کہ کسی چھوٹی سی بات پر ان سے واقفیت ہوگئی وہ میرے پیچھے ہی بیٹھے ہوئے تھے مجھے موقعہ مل گیا میں نے ان سے کہا کہ میں تو حیران ہوتا ہوں کہ فرد فرد سے نفرت اور حقارت کا اظہار کر رہا ہے، قومیں قوموں کو نفرت اور حقارت سے دیکھ رہی ہیں۔ پیار سے کوئی ایک دوسرے سے معاملہ نہیں کرتا میں نے ان سے کہا کہ وقت آ گیا ہے کہ انسان انسان سے پیار کرنا سیکھے چونکہ ہیں تو یہ پڑھی لکھی ہوشیار قومیں نہ میں نے امریکہ کا نام لیا تھا اور نہ روس کا وہ آگے سے مجھے کہنے لگے کہ اب ہماری روس کے ساتھ Under Standing (انڈر سٹینڈنگ) ہوگئی ہے یعنی کچھ معاملہ فہمی ہوگئی ہے، ایک دوسرے کو سمجھنے لگے ہیں وہ سمجھ گئے کہ یہ ہمیں کو سمجھا رہا ہے میں نے ان سے کہا یہ ٹھیک ہے تمہاری روس سے Under Standing (انڈر سٹینڈنگ) ہوگئی ہے But out of fear—Not out of love تم نے یہ سمجھوتہ اس خوف سے کیا ہے کہ ایک دوسرے کو ہلاک نہ کر دیں۔ محبت کے نتیجہ میں یہ سمجھوتہ نہیں ہوا چنانچہ وہ گھسیانے سے ہوکر کہنے لگے بات آپ کی ٹھیک ہے لیکن بہر حال ایک قدم صحیح راستے کی طرف اٹھ کھڑا ہوا ہے میں نے کہا یہ ٹھیک ہے یہ میں مان لیتا ہوں لیکن یہ ظلم ہے کہ ہم محبت کرنا بھول گئے ایک مسلمان کے لئے لمحہ فکر یہ ہے کہ جس کو وہ اپنا آقا و مطاع کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جس کے متعلق وہ اس عقیدے کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا محبوب اور اللہ کی محبت اس کی محبت کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی اس کے مسلک کو چھوڑتے ہیں کس سے نفرت کی تھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ہمیں بتائے جب سختی کی اصلاح کے لئے کی آپ کی زندگی میں انسان کے لئے نفرت اور حقارت کا کوئی ایک واقعہ بھی نہیں دکھا سکتا انسان کی بداعمالیوں سے نفرت بھی کی، انہیں حقارت سے بھی دیکھا بداعمالیوں سے ہمارا بھی حق ہے کہ ہم نفرت کریں ورنہ ہمارے اندر وہ اثر کریں گی جس سے ممکن ہے ہمارے بچے ہلاک ہو جائیں لیکن بدعمل

یعنی برا عمل کرنے والے سے آپ نے نفرت نہیں کی اس یہودی سے آپ نے نفرت نہیں کی جس نے اپنی بیماری کی وجہ سے آپ کے بستر کو گندا کر دیا تھا اس قوم سے نفرت نہیں کی جس نے سالہا سال تک آپ کو آپ کے صحابہؓ کو انتہائی تکالیف پہنچائیں، جنہوں نے اڑھائی سال تک شعب ابی طالب میں قید رکھ کر آپ کو بھوکے رکھ کر مارنا چاہا جب ان کی بھوک کا وقت آیا تو خدا کے اس بندے نے ان کے لئے روزی اور ان کے پیٹ بھرنے کا سامان پیدا کیا انہیں یہ نہیں کہا کہ تم حقیر اور قابل نفرت لوگ ہو۔ جاؤ مرجاؤ بھوکے مجھے اس سے کیا بلکہ انسانی ہمدردی جوش میں آئی اور انسانی بھائی کا پیار جو ہے اس کی موجیں دل سے اٹھیں اور ان کی خدمت کے لئے (بہتوں کے پیٹ کاٹ کر شاید) پہنچ گئے کس انسان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نفرت کی تھی کہ کوئی آج ہم سے کہے کہ تم دوسرے انسان سے نفرت کرو اس سفر میں کئی جگہ جاہل اور کم علم لوگ مجھ سے یہی توقع کرتے رہے کہ میں نفرت کے بیان دوں۔ ان سے میں نے یہی کہا اور اپنے جلسوں میں بھی یہی کہا کہ مجھے خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ تم تمام بنی نوع انسان کے دلوں کو محبت اور پیار کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتو۔ میں کسی قوم یا فرد سے نفرت نہیں کر سکتا اور نہ ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ظلّی طور پر انہیں جس طرح وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے میرے بھی پیارے بنا دیا ہے اور یہ میں نے اپنی زندگی میں مشاہدہ کیا ہے کہ پیار میں مَیں نے جو طاقت دیکھی ہے وہ دنیا کی تمام مادی طاقتوں سے بڑھ کر ہے اور پیار جو چیزیں جیت سکتا ہے وہ دنیا کی مادی طاقتیں نہیں جیت سکتیں۔ پس اے میرے پیارے احمدی بھائیوں اور بہنوں اور بڑوں اور بچوں! اس سبق کو یاد رکھو۔ دنیا اپنی طاقت کے زعم میں دوسروں کو ہلاک کر سکتی ہے اور ان کے سر پھوڑ سکتی ہے مگر میں اور تم اس غرض کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہم صرف ایک ہی مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ ہم محبت اور پیار کے ساتھ دنیا کے دلوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتیں اور وہ توحید قائم ہو جس توحید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے پس کسی سے نفرت نہ کرو۔ ہمارے اس ملک میں بھی ایک بے ہودہ اور گندی آگ سلگ رہی ہے خود کو اس کے اندر نہ پھینکو خود کو اس گند میں ملوث نہ کرو، کسی سے

نفرت نہ کرو، گند کو دور کرنے کی کوشش کرو ظلم کو مٹانے کی کوشش کرو حق دار کو حق دلانے کی کوشش کرو تم ہر ایک سے محبت اور پیار سے پیش آؤ انشاء اللہ۔ ایک دن آئے گا جب یہی لوگ شرمندگی کی وجہ سے آپ کے سامنے آنکھیں اٹھا کر نہیں دیکھ سکیں گے کیونکہ انہوں نے آپ کو ہر قسم کے دکھ پہنچائے اور آپ کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا لیکن اس کے بدلے میں انہوں نے آپکی طرف ذرا بھی دکھ نہیں پایا اور نہ انہوں نے اپنے لئے آپ کی نگاہ میں سوائے پیار کے کوئی اور جذبہ موجزن پایا۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے ہمارا یہی ایک ہتھیار ہے اور بڑا پیارا ہتھیار اور اسی ہتھیار کے ساتھ ہم نے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق دنیا کے دل جیتنے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اللّٰھمّ اٰمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵ جولائی ۱۹۷۱ء صفحہ ۱ تا ۱۵)

❁❁❁